سفید خون

آغا حشر کاشمیری

اُردو مرکز
گنپت روڈ - لاہور

مکمّل ڈراما

سفید خون

تصنیف

آغا محمد شاہ حشر کاشمیری مرحوم

ترتیب

عشرت رحمانی

اردو مرکز گنپت روڈ لاہور

مکمل ڈراما

سفید خون

بار اول ۱۹۵۴ء
قیمت :- ...... ایک روپیہ آٹھ آنے

(ظہیر الدین احمد نے تعلیمی پریس میں چھپوا کر اردو مرکز لاہور سے شائع کیا)

حشر کے ڈرامے

اردو ڈراما اور فنِ تیاتر کا جو عجیب و غریب حال ہے۔ دُنیا بھر کے ادب و فنون میں اس کی مثال مشکل ہی سے ملے گی۔

ہمارا ڈراما جس عجیب دور سے گزرا اور جس ابتر حالت میں ہے ہمارے تھیٹر کا آغاز اور پھر انجام اس سے زیادہ غریب ہے۔ جس فن نے اس برِ صغیر میں اپنی عمر کے تقریباً سو سال گزارے وہ اپنے عروج کے دَور میں آگے قدم بڑھانے کی جگہ پستی کی جانب مائل ہوا اور انتہا یہ ہے کہ ملکی تہذیب و تمدن کے عہد میں جبکہ ادبیات و فنون کی ترقی کے ساتھ اُردو ڈراما اور تھیٹر کو جدید تقاضوں کے تحت نئے رنگ اور نئے ساز و سامان کے ساتھ ارتقائی شکل اختیار کرنی چاہئیے تھی۔ وہ متفکر بیچارہ سازوں کی آنکھوں کے سامنے دم توڑ کر انہیں کے ہاتھوں دفن ہو گئے۔ انتہا یہ ہے کہ اب تک اُردو ڈراما کی کوئی مکمل و مستند تاریخ مرتب نہ ہو سکی۔

کسی متمدن ملک کے ادب میں ڈرامے کا یہ حال دیکھنے میں نہ آیا ہوگا کہ اس کے اکثر مشاہیر مصنفین کے قلمی کارنامے اپنے اصلی روپ میں نہیں۔ بلکہ دوسروں کی زبانی محض سُنی سُنائی کے طور پر مرتب ہو کر شائع ہوئے ہیں۔ افسوس اور حیرت کا مقام ہے کہ ہمارے اسٹیج کے متعدد ڈرامے جو اپنے عہد کے مخصوص و مقبول ڈرامہ نگاروں کی کاوش کا نتیجہ تھے ان کی نظر سے گزرے بغیر محض چند ان پڑھ ایکٹروں کی یادداشت کے سہارے مرتب ہوئے اور مصنفین کے علم کے بغیر چھپ کر شائع ہوئے۔

ان میں سب سے زیادہ مظلوم ہستی آغا محمد شاہ حشرؔ کاشمیری مرحوم کی ہے۔ جو اپنے دَور کے نابغۂ فن تسلیم کئے گئے۔ اور جنہوں نے اُردو اسٹیج اور ڈرامے کو خاک سے پاک کیا مگر سب سے بڑھکر یہ ستم انہیں کی تصانیف پر توڑا گیا کہ ان کے تقریباً تمام ڈرامے ان کی مرضی کے بغیر ناشرین نے ایکٹروں کی سُنی سُنائی کے اعتبار پر چھاپ کر ان کی زندگی میں ان کے فن کو سربازار فروخت کر کے ان کے نام کو خوب خوب رسوا کیا۔ لیکن حشرؔ مرحوم کی بے نیازی و خودداری نے احباب کے پیہم اصرار کے باوجود کسی ناشر کے منہ آنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اس خیال سے کہ لوگ اس کو حرص و ہوس کا سودا سمجھیں گے اپنے غلط سلط مطبوعہ ڈراموں کے لئے کوئی بازپرس یا تعرض نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اُردو دُنیا حشرؔ کی اصل تصانیف سے محروم ہو گئی۔ اور بازاری ڈرامے جو ان کے نام سے شائع ہوتے رہے۔ غلطیوں کا طومار اور ہمارے ادبیات کے لئے باعثِ ننگ و عار ہیں۔ سب سے زیادہ افسوس یہ ہے کہ ان کا تمام ادبی سرمایہ جو قلمی مسوّدات کی صورت میں ان کی زندگی تک محفوظ تھا۔ وفات کے بعد اپنوں کے ہاتھوں کہیں نہ کہیں دفن ہو کر رہ گیا۔ ضرورت اس امر کی تھی کہ ان کے اعزا جن کے قبضہ میں یہ لازوال دولت آئی اصل مسوّدات کی طباعت و اشاعت کا اہتمام کرتے۔ جو ڈرامے غلطیوں سے بھرے ہوئے بازار میں نظر آتے ہیں ان کی اصلاح بھی اصل کی اشاعت سے بآسانی ہو جاتی۔ لیکن ذاتی اغراض اور غلط مصلحتوں نے اس کے امکانات پیدا نہ ہونے دئے۔

پاکستان کے وجود میں آنے کے بعد لاہور میں ان میں سے چند ڈرامے از سر نو طبع کئے گئے۔ لیکن غلط کار ناشرین کی غفلت اور ناواقفیت نے ان کی موجودہ حالت پہلے سے بھی زیادہ خراب اور بدتر کر دی ہے۔ سرورق سے لیکر آخر تک ہر لحاظ سے غلط اور ناقص ترتیب ہے۔ کتابت طباعت بدنما ہے۔ تصحیح کے بدلے تخریب نمایاں ہے۔ اور

وہ حشر کی شہرت کا نہیں تذلیل کا سامان نظر آتے ہیں۔ جن غیر ذمہ دار ہاتھوں میں ان کی ترتیب و اشاعت کا انتظام رہا اس کے پیشِ نظر یہ کیفیت قطعاً تعجب خیز نہیں۔ لیکن عبرت انگیز ضرور ہے۔

کاش اس صورتِ حال کو دیکھ کر ہی وہ[ع۵] اصحاب جن کے قبضہ میں آغا صاحب مرحوم کے چند نادر غیر مطبوعہ مسوّدات ہیں انہیں قوم کا سرمایہ سمجھکر اشاعتِ عام کی خاطر محفوظ و معقول ہاتھوں کے حوالہ کر دیں۔ اور ناشرین کی توجہات اُردو ڈرامے کی طباعت و اشاعت کی طرف زیادہ سے زیادہ منعطف ہوں۔

اُردو ڈرامے کی اس غریب حالت کو دیکھ کر ان دنوں سب سے پہلے اور سب سے زیادہ لاہور کے ادارہ ’اُردو مرکز‘ کے مالکان نے قدیم ڈرامائی لٹریچر کی تصحیح و ترویج کا اہم کام اپنے ذمّے لیا ہے۔ یہ اُردو ڈرامے کے لئے عموماً اور تصانیف حشر کے لئے خصوصاً فال نیک ہے۔ اس ادارہ نے اب تک ”آغا حشر اور ان کے ڈرامے“ مجتّی سید وقار عظیم کی مفید تالیف اور حشر کے قدیم و متوسط دور کے تین ڈرامے ”[۱]اسیرِ حرص۔ خوبصورت [۲]بلا اور یہودی [۳]لڑکی“ حسنِ اہتمام سے شائع کئے جس کی تصحیح و ترتیب سیّد وقار عظیم صاحب ہی نے فرمائی ہے۔

اُردو مرکز کی فرمائش پر راقم الحروف نے آغا صاحب کے دورِ آخر کے دو غیر مطبوعہ شاہکار ”[۱]ترکی حُور اور رستم و [۲]سہراب“ مستند قلمی مسوّدات سے مرتب کر کے طباعت و اشاعت کی نذر کئے۔ اور اس سلسلہ میں ادارہ مذکور کی یہ مساعی قابلِ قدر رہیں کہ دوسرے مشہور و مقبول ڈراموں کی تصحیح و طباعت بھی اس نے اپنے ذمّے لی ہے۔ چنانچہ زیرِ نظر ڈراما ”سفید خون“ اور آغا صاحب کے چند اور

ع۵۔ عرصہ دراز سے میں نے اپنے متعدد مضامین میں یہ اپیل کی۔ آغا صاحب مرحوم کے ورثا اور رفقاء کی خدمت میں بار بار درخواست کی۔ اکثر حضرات کو اس طرف متوجہ بھی کر لیا۔ مگر آمادگی کے باوجود ابھی ان کی جانب سے کوئی عملی قدم نہیں اُٹھایا گیا۔

شاہکار اسی سلسلے کی کڑیاں ہیں۔

ڈراما "سفید خون" حشر کے دوسرے دور کی تصنیف ہے۔ جو انہوں نے مدراس جاکر ۱۹۰۷ء میں آر۔ دشیر دادا بھائی ٹھوٹھی کی کمپنی میں ملازمت کے دوران میں لکھا تھا۔ اس ڈرامے کے بارے میں عام طور پر یہ مشہور ہے کہ یہ شکسپیئر کے انگریزی ڈرامے "کنگ لیئر" کا ترجمہ ہے۔ لیکن اس شہرت کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ اسی ڈراما کا پلاٹ جزواً "کنگ لیئر" سے ماخوذ ہے۔ اور "کنگ لیئر" کے نام سے اسٹیج ہو کر اس نام سے مشہور بھی ہوا۔ اس کے علاوہ شکسپیئر کے ڈرامے کی اصل سے اس کا کوئی واسطہ نہیں۔ اور نہ اس کو ترجمہ کہا جا سکتا ہے۔ آغا صاحب نے اس ڈرامے کے علاوہ اپنے کئی ڈراموں کے پلاٹ مغربی ڈرامہ نگاروں کے مشہور ڈراموں سے اخذ کئے۔ مثلاً "صید ہوس" کا پلاٹ شکسپیئر کے مشہور ڈرامے "کنگ جون" کے آثار پر ہے۔ سٹریڈن کے ڈرامے پیزارو کے پلاٹ سے "اسیر حرص" اور اس طرح "مریلر شک"، "خوبصورت بلا"، اور "شہید ناز"، وغیرہ انگریزی ڈراموں کے پلاٹ سے اخذ کئے گئے۔ لیکن ان میں کسی کو ترجمہ یا تلخیص نہیں کہا جا سکتا۔ صرف پلاٹ جزواً مستعار ہیں۔ آغا صاحب کی ڈراما نگاری اپنے اپنے دور میں شروع سے آخر تک ایک مخصوص طرز و اسلوب کی آئینہ دار ہے۔ حشر کی ادائیگی اور اندازِ بیان کا ایک خصوصی مزاج ہے جو ان کے ہر ڈرامے میں خواہ وہ طبعزاد ہو یا ماخوذ نمایاں ہے۔ ان کے پلاٹ کی ترتیب۔ آغاز، تدبیر گری اور نقطۂ عروج اپنے انجام تک انہیں خصائص کی نمائندگی کرتے ہیں۔ اور تمام کردار حشر نگاری کی خصوصیاتِ خاصہ کی جیتی جاگتی تصویریں ہیں۔ وہ جس طرزِ خاص کے مالک تھے اس میں شروع سے آخر تک ترقی اور پختگی ضرور ہوتی رہی مگر مزاج میں تبدیلی نہیں۔ اور یہی سبب ہے کہ ان کے عام مطبوعہ ڈراموں میں ایکٹروں کی زبانی نافہم ناشرین کی وساطت سے

جو خامیاں اور غلطیاں اوّل اشاعت میں شامل ہوئیں ان کی تصیح دشوار ہوگئی۔ کیونکہ اگر کبھی عام ناقد نے کسی مصرع یا شعر اور گیت کے بول کو ناموزوں یا غلط چھپا ہوا پایا اور اس کی صحت کی کوشش کی تو زیادہ سے زیادہ یہ ہو سکا کہ موزونیت پیدا ہوگئی مگر حشرؔ کے مزاج اسلوب کی مطابقت ممکن نہ تھی اس لئے اصل اور نقل کا فرق باقی نہ رہ گیا۔ چنانچہ شروع سے اب تک جو متعدد ایڈیشن حشرؔ کے ڈراموں کے ملتے ہیں ان میں اس لئے بھی خامیاں زیادہ پائی جاتی ہیں کہ مصححین نے اپنی دانست میں خامیوں کو دُور کرنے کی سعی کی۔ چونکہ مزاج داں نہ تھے ان کی اصلاحیں غلط تبدیلیوں کا باعث ہوتی رہیں۔ اور اصل سے بُعد بڑھتا گیا۔

ڈراما "سفید خون" جیسا کہ کہا جا چکا ہے۔ آغا صاحب کے ابتدائی دَور کی تصنیف ہے۔ اس لئے یہ ان کا ترقی یافتہ کارنامہ نہیں۔ لیکن اس عہد کے لحاظ سے اپنے معاصرین کی اکثر تصانیف میں اس کا پایا برتر ہی ہے۔

مکالموں میں خطابت کا انداز جو حشرؔ کا خاصہ تھا اس ڈرامے میں بھی کافی حد تک موجود ہے۔ بات بات میں شعر خوانی اور اسٹیج کی ضروریات کے لحاظ سے گانوں کی بھرمار بھی ہے۔ بعض مقامات پر مکالمت میں مقفیٰ و مسجّع اندازِ بیان کے سبب زور کم اور جھول زیادہ ہے۔ فقرہ بازی کی شدّت نے بعض جگہ بے ربطی پیدا کر دی ہے۔ اور سلاست و روانی میں خامی پائی جاتی ہے۔ کہیں جذبات کی شدّت ذوقِ سلیم پر بار ہے۔ خصوصاً مزاحیہ کرداروں کی گفتگو اور عمل سنجیدہ ظرافت کی جگہ پھکّڑپن کی حد میں داخل ہوگئے ہیں۔

مگر ان سب خامیوں کی ذمّہ داری بڑی حد تک تجارتی اغراض و مقاصد اور تقاضائے وقت پر ہے۔ جس کو ذوقِ عامہ نے قبول کیا اور ان کی پسند کی خاطر مالکانِ کمپنی نے ان نقائص کا "پبلک کی مانگ" کہکر مطالبہ کیا، ممکن تھا آغا صاحب

خود اپنے لئے ان کو گوارا نہ کرتے۔ لیکن وقت اور مصلحت کا لحاظ اس لئے رکھنا ضروری سمجھتے تھے کہ عام شائقین ان کے ڈراموں سے دلچسپی ہی نہ لیتے اور پھر عدم قبولیت کے ہاتھوں وہ ابتدا ہی میں تھیٹر کی دنیا کو خیر باد کہنے پر مجبور ہوتے۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوتا کہ انہوں نے اردو ڈرامے اور اسٹیج کی جو تدریجی اصلاح آہستہ آہستہ کی ان کو اس کا موقعہ ہی نہ ملتا۔

ان تمام کیفیتوں کے باوجود "سفید خون" اکثر محاسن کے اعتبار سے اپنے دور سے زیادہ بلند چیز ہے۔ اور اس عہد کے اسٹیج اور ڈرامے کے پست مذاق کا اندازہ کر کے بلا خوفِ تردید کہا جا سکتا ہے کہ اس ڈرامے کو مجموعی حیثیت سے ایک ادبی درجہ حاصل ہے۔ شکسپیئر اور حشر کا مقابلہ کرنا دراصل ایک بے معنی سی بات ہے۔ دونوں اپنی اپنی زبان اور اپنی اپنی طرز کے جداگانہ مزاج رکھتے ہیں لیکن اس میں کوئی شک نہیں کہ شکسپیئر کے "کنگ لیئر" کا مطالعہ کرنے کے بعد حشر کا "سفید خون" پڑھیئے تو یہ اندازہ ضرور ہوتا ہے کہ تدبیر کاری کی تفریق کے ساتھ بعض بعض مقامات پر "کنگ لیئر" اور شہنشاہ خاقان کے کردار ادائیگی میں زورِ بیان۔ شدتِ جذبات اور عمل کے لحاظ سے بڑی حد تک یکساں جوش و اثر رکھتے ہیں۔ مگر خاقان۔ کنگ لیئر کا ترجمہ یا چربہ ہرگز نہیں۔ یہ حشر کی قدرتِ بیان اور کردار نگاری کی تخلیق ہے۔ "سفید خون" کے بعض کردار عبرت انگیز بنانے کی غرض سے کسی حد تک ڈرامائی حدود سے تجاوز کرتے محسوس ہوتے ہیں اور پند و موعظت کا انداز اختیار کر لیتے ہیں۔ یہ بھی حشر کا ابتدائی اسلوب ہے۔ بعض مواقع پر یہی کیفیت اعتدال کی حد میں مؤثر اور درد انگیز معلوم ہوتی ہے۔

پہلے ایکٹ میں تصادم اور عمل کا زور نمایاں ہوتا ہوا دوسرے ایکٹ کے وسط تک ترقی پذیر نظر آتا ہے لیکن اس کے بعد پلاٹ کی وسعت ترقی معکوس کا عمل اختیار

کرکے انجام کو خوش آئند کرنے کی سعی میں ڈرامے کی اثر آفرینی کو صدمہ پہنچاتی ہے۔ اور اس کے اہم کرداروں سے جو ہمدردی یا دلچسپی ابتداء سے وسط تک قائم ہوتی ہے وہ رفتہ رفتہ کم ہو کر سنجیدہ قاری یا ناظر کو ان سے غیر متعلق کر دیتی ہے۔ اگر ابتداء سے خاتمہ تک تدبیر کاری میں یکسانیت اور عمل کی موزونیت کو برقرار رکھکر وسعت و ترقی کے ساتھ انجام کو غمگین بنایا جاتا تو ڈراما زیادہ کامیاب اور زیادہ پُر اثر ہو سکتا۔ تاہم مجموعی حیثیت سے "سفید خون" قدیم اسٹیج کا دلچسپ اور عبرتناک ڈراما ہے۔ اور آغا صاحب مرحوم کے عہد آفریں آغاز کا مفید نمونہ۔

متذکرہ بالا معمولی خامیوں کو نظر انداز کر کے اس کے محاسن نے معاصرین حشر سے خراج تحسین حاصل کیا۔ اور قبول عام کا درجہ پایا۔

اکثر مقامات پر مکالموں کی برجستگی اور چستی۔ زبان کی فصاحت و بلاغت، اور سلاست و روانی، الفاظ کا در و بست اور گفتگو میں حرکت اور عمل کا زور ڈرامائی عناصر کے تکملہ کے ضامن ہیں اور حشر کے پُر زور قلم کی ادبی شان اکثر جگہ ڈرامیت کو ممتاز بناتی ہے۔ ڈرامہ خصوصاً گانوں میں نیرنظر ڈراما بندش کی چستی، ترکیب الفاظ کی موزونیت، برجستگی اور نغمگی۔ اُردو ہندی کی آمیزش میں دلکش ہم آہنگی اور مترنم طرز ادا لائق ستائش ہیں۔ زیر نظر قلمی مسوّدہ سے ترتیب دیا گیا ہے۔ اور ضروری تصحیح کے لئے چند مطبوعہ و غیر مطبوعہ مسوّدات سے مدد لی گئی ہے۔ مکالموں، شعروں اور گانوں کی صحت کے لئے حشر کے اسلوب و ادائیگی کے مزاج کو پرکھنے اور اصلیت کے قریب لانے کی پوری سعی کی گئی ہے۔ اس لئے یقین ہے کہ یہ نسخہ تمام مطبوعہ نسخوں کے مقابلہ میں زیادہ صحیح اور مستند ہے۔ اس کے باوجود اگر یہ نسخہ بھی آغا صاحب مرحوم کی نظر سے گزرتا تو یقیناً "تصنیف را مصنف" کے مصداق وہ بہت کچھ اصلاح و ترمیم کی ضرورت

سمجھنے اور یہ اطلاق ان کے ہر ڈرامے پر ہوتا ہے۔ افسوس کہ اہل ادب و فن کی یہ آرزو کبھی بر نہ آئی کہ حشر کی تصانیف زندگی میں خود ان کی نظر ثانی کے بعد شائع ہوں۔ تاہم اب اس خدمت کا انجام پانا بھی ایک سعادت ہے کہ تصانیفِ حشر شایانِ شان اہتمام اور مناسب تصحیح و موزوں تشکیل کے ساتھ محفوظ ہو جائیں۔ حشر کے کارنامے جس صورت میں بھی ہیں، ہمارے ادبیات میں یادگار کا درجہ رکھتے ہیں اور بیش بہا قومی و ادبی سرمایہ ہیں۔

(لاہور۔ ۱۱؍ ستمبر ۱۹۵۴ء) عشرت رحمانی

ڈرامے کے کردار

مردانہ

(۱) خاقان ———— شہنشاہ

(۲) ارسلان ———— وزیر خاقان

(۳) سعدان ———— 〃 〃

(۴) بہرام ———— سعدان کا بیٹا

(۵) شوہر دل آرا

(۶) 〃 ماہ پارا

(۷) 〃 نارا

(۸) پرویز ———— سعدان کا دوسرا بیٹا

سپاہی - خادم - چوبدار - جلّاد وغیرہ

زنانہ

(۱) دل آرا ——— خاقان کی بیٹی (۳) نارا ——— خاقان کی بیٹی

(۲) ماہ پارا ——— 〃 〃 دیگر سہیلیاں اور خادمائیں وغیرہ

مزاحیہ

(۱) طرّم ——— سپہ سالار

(۲) گلخیرو ——— طرّم کا نوکر

(۳) لغاول ——— 〃 〃 جلیل کا اُستاد

(۴) جلیل ——— طرّم کا بیٹا

(۵) پھڑک ——— طرّم کا دوست (۶) کڑک ——— طرّم کا دوست

(۷) گلفام ——— طرّم کی ملازمہ

(۸) لیلیٰ ——— جلیل کی محبوبہ اور بیوی

مکمل ڈراما

سفید خون

آغا محمد شاہ حشر کاشمیری مرحوم مغفور

باب پہلا

پردہ پہلا

(حمد)

کورس

گانا - پیاری پیاری قدرت کی پھلواری - ہر بن ہرا گلشن ہرا جگت کی شوبھا ساری
دیکھ کے نہاری نیاری گلکاری - پیاری پیاری -
ڈار - ڈار پر کلیاں سجتی کوئل گن بھجتی - کیسی پیاریاں ہیں ساری نیاریاں -
ہری ہری ڈاری پھولن سے بھری نسیم بہاری - ہے پیاری ناز سے جاری -
پیاری - پیاری -

دوہا - فصل گل آئی کھلی کلیاں دلِ ناشاد کی ٭ ہوگئی دونی بہار اس گلشنِ ایجاد کی
گا رہی ہیں مِلکے پریاں نغمہ ہائے تہنیت ٭ قاف سے آواز آتی ہے مبارکباد کی

کورس - فصل بہاری سے - رنگت چمکے عالم کی - ہر گھر در سے جوبن برسے - فصل
بہاری سے نورانی ہے - لاثانی - جگ بنکے چم چم دمکے - رنگت چمکے عالم کی -
ہر گھر در سے -

دوہا - ساقیا لے آگئے دہر و حرم سے گھوم کر ٭ غم گھٹا کلفت گھٹی ساغر پلا دے جھوم کر
سرو کو دیتی ہے قمری بنکے عاشق پیچ و تاب ٭ گل کو بلبل چھیڑتی ہے روئے رنگیں چوم کر

کورس ۔ تم ہر جگ کے ادھار ۔ تن من دھن سب نثار ۔ کیسی دکھائی نرالی بہار ۔ جدھر نظر قدرت آتی ۔ آن دکھاتی ۔ شان بتاتی ۔ جان لبھاتی ۔ فصلِ بہاری سے زینت چمکے عالم کی ۔

منظر ——— دربارِ خاقان

(شہنشاہِ خاقان کی لڑکیوں کا ۔ شوہروں کے ساتھ آنا ۔ اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ جانا ۔ شہنشاہ کا مع وزیر ارسلان آنا سب اہلِ دربار کا تعظیم کے لیئے دست بستہ کھڑے ہونا شہنشاہ کا تخت پر بیٹھ کر سب کو بیٹھنے کا اشارہ کرنا)

گانا (کورس اور ناچ) ہے آؤ ہے آؤ کچھ ناچ سے رچھاؤ ۔ لو آؤ لو آؤ کچھ رنگ ڈھنگ لاؤ ہے آؤ ۔ باغ جہاں میں رچی شادیاں ۔ بلبلیں گلشن میں ہیں شادماں ۔ ہے آؤ ہے آؤ ۔

دوہا ۔ پران دان ہے پریت ہیں تھوڑی کرنا پریت
پران دان تو سہل ہے کٹھن پریت کی ریت
رسیا بنا موری سونی سیجریا ۔ ہے آؤ ۔ ہے آؤ ۔

خاقان ۔ اے باعثِ حیاتِ جہاں بانی ! ۔ ! اے روحِ روانِ سلطانی !

سو برسوں سیرِ جہانِ فانی دیکھی ٭ ہر چیز یہاں کی آنی جانی دیکھی
جو آکے نہ جائے وہ بڑھاپا دیکھا ٭ جو جاکے نہ آئے وہ جوانی دیکھی

اندیشۂ مرگ و خوفِ فردا نے گھیرا ہے ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں میری شامِ زندگی کا سویرا ہے ۔ لہٰذا چاہتا ہوں کہ وفات سے پہلے حیات کا ایک بڑا فرض ہے وہ چکا یا جائے ۔ یعنی نا اتفاقی کے ہاتھوں سے بچا کر یہ تاج کسی حقدار کے سر چڑھایا جائے ۔ سب سے پہلے ہمارے ضعیف کان یہ سُننا چاہتے ہیں ۔ کہ تم میں سے ہر

ایک بیٹی مجھے کس قدر پیار کرتی ہے۔ ماہ پارا! تم اولادِ اکبر ہو۔ اوّل تم ہی سے سنیں کہ تمہاری سعادت مندی کیا اظہار کرتی ہے۔

ماہ پارا۔ جہاں پناہ۔ اگر یہ امر صحیح ہے کہ سمندر کا پانی کوزے میں نہیں سما سکتا۔ تو اسے بھی صحیح جانیئے کہ آپ کی لا انتہا محبت کا اظہار۔ زبان اور کلام کے ذریعے سے نہیں ہو سکتا۔ میری گویائی اِس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔ کہ جتنی محبت اس خادمہ کو آپ سے ہے۔ اتنی کوئی بیٹی اپنے باپ سے نہ رکھتی تھی اور نہ رکھتی ہے۔

زارا۔ (سائیڈ میں) الٰہی رے خوشامد۔

خاقان۔ شاباش اے میری نورِ دیدہ شاباش! مجھ ضعیف کے مشتاق کان جس بات کے لئے گوش بر آواز تھے تو نے وہی تسلی بخش بات کہہ سنائی۔ مبارک ہے وہ باپ جس نے تجھ جیسی سعادت مند اولاد پائی۔ (دِل آرا کی طرف اشارہ کر کے) ہاں بول اے باپ کی دلاری اب ہے تیری باری!

دل آرا۔ ذرہ نواز۔ میں کیا عرض کروں۔ باجی جان کی لاجواب اور سچی تقریر کے بعد اس کنیز کا کچھ عرض کرنا محض بے ضرورت ہے۔ اتنا تو حضور بھی جانتے ہیں۔ کہ میری طبیعت اور آپا کی طبیعت کی بالکل ایک ہی کیفیت ہے۔ ؎

دونوں دل میں جلوہ فرما ہے محبت آپکی ؛ دونوں گھر کا ہے اُجالا شمعِ اُلفت آپکی
سر میں سودا آپکا دل میں عقیدت آپکی ؛ منہ پہ کلمہ آپکا ہے لب پہ مدحت آپکی
افتخارِ ارض بھی فخرِ سما بھی آپ ہیں ؛ گر خدا کہتا تو ہم کہتے خدا بھی آپ ہیں

زارا۔ (سائیڈ میں) پناہ تیری۔

(اسٹیج کے حاضرین سے مخاطب ہوئے بغیر۔ ایک طرف ہو کر خود کلامی کرنا)

خاقان - مرحبا - اے میری نور دیدہ تو میری امیدوں سے بھی بڑھکر سعادتمند اور فرمانبردار ہے - (زارا کی طرف اشارہ کر کے) ہاں بول اے غنچۂ آرزو اب تیری گل افشانی کا انتظار ہے -

زارا - ابا جان - میں کیا عرض کروں - ؎

اطاعت مجھسے کہتی ہے کہ تو چپ رہ نہیں سکتی ؛ مگر میرا یہ کہنا ہے کہ میں کچھ کہہ نہیں سکتی

خاقان - کیوں بات کرنے میں کیا بُرائی ہے - آخر خدا نے زبان کس لئے عطا فرمائی ہے -

زارا - اُس کی خدائی اور یکتائی کا اقرار کرنے کے لئے - اور ضرورت کے وقت اپنی ضروریات کا اظہار کرنے کے لئے - ؎

زمانے کی راحت اگر چاہیئے ؛ تو باتیں کرے سوچ کر چاہیئے

کہے ایک سُن لے جب انسان دو ؛ کہ حق نے زباں ایک دی کان دو

گانا (زارا) کر غور گر ہے دانا تا پڑے نہ پچھتانا - گیانی کا گُن گانا - کر غور گر ہے دانا - دل کی دلمیں سوچ لے پہلے - اُسدم لب پہ لانا - کر غور گر ہے دانا - جس نے بات کی ریت نہ جانی - اُس نے کچھ نہ جانا - گر غور گر ہے دانا ؎

صبر حالِ تباہ مشکل ہے ؛ ضبطِ فریاد و آہ مشکل ہے -

چاہ کا دعوےٰ ہے بہت آساں ؛ مگر اُس کا نباہ مشکل ہے

خاقان - باپ کی فرمانبری فرمانِ شرع و دین ہے ؛ اسقدر انکار میرے حکم کی توہین ہے

زارا - عالیجاہ میں اُن باتوں کو پسند نہیں کرتی جن سے انسان کی پسند کا شکار کیا جاتا ہے - سچائی شرافت کی جان ہے - میں اپنے بزرگ باپ سے اُسی قدر محبت رکھتی ہوں - جس قدر محبت رکھنا ہر سعادتمند بیٹی کا فرض اور ایمان ہے -

خاقان - او فرض فراموش - یہ کیسی بیہودہ تکرار کرتی ہے - اِس سے اچھے اور اِس سے عمدہ لفظوں میں تو ایک غیر شخص کی زبان مجھسے محبت کا اظہار کرتی ہے -

زارا - تو معلوم ہوا - کہ حضور کی طبیعت راست بازی کو نہیں - بلکہ لفاظی کو پیار کرتی ہے -

خاقان - زارا - زارا -

زارا - سریر آرا - قول کو فعل کے ترازو میں رکھکر تولنا چاہیئے - سچی محبت زبان کی دوکان اور لفظوں کے بازار میں نہیں ملتی - اُس کو دل کے خزانے میں ڈھونڈنا اور طبیعت کے تہ خانے میں ٹٹولنا چاہیئے -

خاقان - اوہ غضب! اتنی چھوٹی اور اتنی طرار -

زارا - جی نہیں - یوں فرمایئے - کہ اتنی چھوٹی اور اتنی راست گفتار -

خاقان - تو کیا راست گفتاری اسی سخن سازی کا نام ہے -

زارا - تو کیا حق گوئی خوشامد بازی کا نام ہے -

خاقان - اظہارِ وفاداری کو خوشامد کہنا - یہ ایک قسم کی بدزبانی ہے -

زارا - اور مکاری کو وفاداری کہنا - یہ ایک خوفناک نادانی ہے -

خاقان - وفاداری کے دعویدار کو مکار کہنا - یہ تجھے سجتا نہیں -

زارا - یہ تو دنیا جانتی ہے - کہ جو گرجتا ہے وہ برستا نہیں -

خاقان - دل کا حال انسان کی گفتگو سے جانا جاتا ہے -

زارا - عطر عطار کے کہنے سے نہیں - بلکہ اپنی خوشبو سے پہچانا جاتا ہے -

خاقان - چھوڑ دے یہ ضد -

زارا - کبھی چھوٹی نہیں -

خاقان - بے ادب ہے تو -

زارا - مگر جھوٹی نہیں -

خاقان - باتیں یہ ناپسند ہیں -

زارا - دُنیا کو ہے پسند -
خاقان - مجھ کو نہیں پسند -
زارا - خُدا کو تو ہے پسند -
خاقان - نقصان اُٹھائے گی -
زارا - مرا باری تعالےٰ ہے -
خاقان - میں کچھ نہ دوں گا تجھ کو -
زارا - خُدا دینے والا ہے -
خاقان - اچھا اگر تو میری دولت اور سلطنت کو لاپرواہی کی ٹھوکر مارتی ہے - تو اُس غرور کو دولت سمجھ - جس کو حق سچائی فرض اور ایمان کے نام سے پکارتی ہے - جا دور ہو - خدا تجھے غارت کرے - آج سے میں تجھ کو اور تیری محبت دونو کو چھوڑتا ہوں - رشتۂ اُلفت توڑتا ہوں - ؎

سنگِ فالج بن کے تجھ پہ تو سہی لعنت گرے ٭ درد کی صورت اُٹھے اور اشک کی صورت گرے
سر کٹے شوکت گھٹے ذلّت بڑھے عزّت گرے ٭ عیش چھوٹے قہر ٹوٹے غم بڑھے آفت گرے
اب سے جانِ زار ہے تو اور بیحد اضطراب ٭ تو ہے اور غم - غم ہے اور دل - دل ہے اور صد اضطراب

سعدان - بس جہاں پناہ بس - ایسی ہولناک اور ایسی مہیب بد دعا اب ان جاں نثار کانوں سے نہیں سُنی جاتی ہے دل لرزتا ہے روئیں - روئیں سے پناہ پناہ کی آواز آتی ہے -
خاقان - تو کیا ایسی ناخلف اولاد کو والدین دعائے نیک دیتے ہیں -
سعدان - ولی نعمت بچہ اگر ہاتھ کو نجس کرے تو کیا ماں باپ اُس کو کاٹ کر پھینک دیتے ہیں -
خاقان - نہیں - ایسی پُر قصور پر رحم کرنا کچھ ضرور نہیں -

شوہرزادہ - عالیجاہ - اوّل تو آپ جسے بہت بڑا قصور سمجھتے ہیں وہ کوئی قصور نہیں۔
دوئم اولاد کیسی ہی پُر قصور ہو۔ مگر اُس کے حق میں ایسی دل ہلا دینے والی بددعا
دینا محبتِ پدری کا دستور نہیں - فیاض دل اپنا بُرا چاہنے والے کے حق میں
بھی بھلا کلمہ نکالتا ہے - سرسبز درخت جو اُس کی جڑ کاٹتا ہے۔ اُس پر بھی
اپنا سایہ ڈالتا ہے۔

خاقان - بہت خُوب - اگر تم اِس کھوٹی اشرفی کو کھری سمجھتے ہو - تو ہٹاؤ - تم ہی اپنے
ساتھ لے جاؤ - قسم ہے اُس آفتابِ قدرت کی کہ جس کے اختیار میں تمام عالم کے
ذریعے ہست و بود ہے - قسم ہے تمام اجرامِ فلکی کی جو ہماری نمود بے بود کا
باعثِ وجود ہے - آج سے اِس وقت سے - او مغرور سرکش لڑکی - اُن خوفناک
درندوں کی طرح جو اپنی اولاد کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ تجھے ذلیل اور ہیٹی جانونگا۔
جا دُور ہو - آج سے نہ تو مجھے اپنا باپ سمجھنا - اور نہ میں تجھے اپنی بیٹی جانوں گا۔

ارسلان - جہاں سردار -

خاقان - ارسلاں خبردار -

ارسلان - سر یہ آرا -

خاقان - اِدھر آؤ ماہ پارا - دل آرا - سنو - آج سے - اِس وقت سے - یہ دولت -
سلطنت - کل حال و منال - غرض جو کچھ ہے سب تمہارا ہے - اب مابدولت
کو نہ عزت کی پرواہ نہ سلطنت کی چاہ - صرف چند دن زندگی کے گذارنے
ہیں - سو اُس کے لئے یہ انتظام کروں گا - کہ سرداروں کے ساتھ ایک ماہ
اے نورِ نظر تیرے گھر - اور ایک ماہ اے راحتِ جاں تیرے مکاں پر قیام
کروں گا - پھر میں کچھ اور

ارسلان - حضور ستم ناغور -

خاقان - بس زباں کو تھام لے -

ارسلان - انساں کو چاہیئے کہ محض غصے ہی سے نہیں - ذرا عقل سے بھی کام لے -

خاقان - اس سے مراد -

ارسلان - عالی نژاد - آپ کا یہ سخت حکم سنگِ غم بن کر ضعیف دلوں کو کچل دے گا -

خاقان - تو ناحق اس سے ہمدردی کرتا ہے - ایسی ناخلف اولاد کو کوئی سوائے لعنت کے اور کیا دے سکتا ہے -

ارسلان - حضور کان اور آنکھ میں صرف چار انگل کا فاصلہ ہے - لیکن تجربے کی نظر سے دیکھا جائے تو کوسوں کا فرق پڑ جاتا ہے -

خاقان - ارسلان شاہی معاملات میں دخل دینا اچھا نہیں - یہ ضعیف شخص کوئی نادان بچہ نہیں - جو تمہاری باتوں کی شیرینی پر پھسل جائے گا - یا اس بے وفا تیلی کی طرح اپنے مضبوط ارادے سے بدل جائے گا - ؎

بشر الجھیں - ملک بگڑیں جہاں سارا الٹ جائے -

زمیں کانپے فلک لرزے یہ جسم و جاں پلٹ جائے

مگر کیا تاب - کیا طاقت - کہ دل - اور وہ بھی میرا دل

بڑھے اور بڑھ کے گھٹ جائے - جمے اور جم کے ہٹ جائے

ارسلان - حضور میں ارادہ بدلنے کو نہیں کہتا - صرف یہ گذارش ہے - کہ غیض سے پہلے غور کیجئے - قسم ہے اس تختِ اورنگ کی جس کو میرے بزرگوں نے اپنے خون سے غسل دیکر پاک بنایا - قسم ہے اس سربلند سر کی کہ جس کی سرداری کے لئے سینکڑوں سردارانِ لشکر نے اپنا سر کٹا یا - آپ کا یہ ارادہ ظلم ناحق ہے - آپ اتنا غیض و غضب نہ کیجئے - اگر آپ سلطنت لٹانا ہی چاہتے ہیں - تو سب سے زیادہ اور سب سے پہلے چھوٹی صاحب زادی کا حق ہے -

خاقان - دیکھو کمان کشیدہ کے سامنے نہ آؤ - اگر ہمیشہ کے لئے چپ نہ رہنا ہو - تو اِس وقت تھوڑی دیر کے لئے خاموش ہو جاؤ -

ارسلان - خاموش - کیا کہا - اے سرتاج خاموش! چاپلوسی کا شیطان آپ کو تباہی کے جہنم کی طرف ریلے - سخن ساز زبان آپ کی عقل کی آنکھوں پر خوشامد کی پٹی باندھکر غارِ مصیبت کی طرف دھکیلے - اور یہ غلام وفادار اظہارِ وفاداری سے خاموش ہو - لعنت ہو ایسے دل پر جو ایسا فرض فراموش ہو - سے

نہ چپ ہے نہ یہ حشر تک چپ رہیگا ٭ یہی کہہ رہا ہے - یہی پھر کہے گا -

خاقان - کہ

ارسلان - کہ آپ اپنے حق میں جفا کر رہے ہیں ٭ بُرا کہہ رہے ہیں - بُرا کر رہے ہیں -

خاقان - قسم ہے خدا کی کہ ہم راہِ انصاف کے خلاف ہرگز قدم نہیں اُٹھاتے ہیں -

ارسلان - پیر و مُرشد - معاف کیجئے - آپ جھوٹی قسم کھاتے ہیں -

خاقان - کیوں رے او - سفلے - کمینے - اب تو یہاں تک گستاخی پر آمادہ ہُوا -

ارسلان - حضور ذرا سنبھلئے - طبیب کو قتل کیا - اور مرض زیادہ ہُوا -

خاقان - تو گُستاخ ہے -

ارسلان - مگر خوشامد باز نہیں -

خاقان - تو سخن پرور ہے -

ارسلان - مگر سخن ساز نہیں -

خاقان - خبطی -

ارسلان - مگر راست گفتار

خاقان - احمق

ارسلان - مگر آپ سے زیادہ ہوشیار -

خاقان - چل دفع ہو نابہنجار! (ٹیبلو - پردہ)

باب پہلا

پردہ دوسرا

راستہ

بہرام - کینہ - دھوکا - عیاری - مکاری - انہی چیزوں کا نام ہے دُنیاداری۔
صورت میں نور - سیرت میں نار - منہ پہ پیار - بغل میں تلوار - یہی ہیں وہ چلتے ہوئے اوزار - جس سے بیوقوف لوگ ڈرتے ہیں - اور عقلمند اپنے حریفوں کی دھجیاں کرتے ہیں - اُف پرویز نابکار غاصب بھائی - تو باپ کی دولت سے تین حصے پائے اور بہرام صرف چوتھائی - کیوں - کس لئے - کیا اس لئے - کہ تو سراپا نیکی ہے - اور میں مجسم بُرائی - تو پارسا ہے اور میں عیاش - تو نیک معاش ہے - اور میں بدقماش - ہاں - ہوں - پھر - کیا میں اِک بیہودہ وجہ سے اپنی شب امید کی لگام میدانِ آرزو سے موڑ لوں گا - کیا میں اپنا حق - حصہ - اور آئندہ اپنی تمام سنہری امیدوں کو ہمیشہ کے لئے چھوڑ دونگا - نہیں بلکہ ان سنہری حرفوں کے جادو سے تیری ساری خوش نصیبی کا طلسم توڑ دوں گا (باپ کو آتے دیکھ کر) بیوقوف بوڑھا -

سعدان - ظلم - دغا - فریب - تباہی - ویرانی - افسوس اتنا عقلمند بادشاہ اور اتنی بڑی نادانی ذرا اسی سعادت مند بیٹی اور اس سے یہ بُرائی اُف ارسلان سا خیر خواہ اور اس سے یہ کج ادائی - صرف اتنے قصور پہ ایک نے خوشامد کیوں کی اور دوسرے کی زبان پر سچ بات کیوں آئی -

بیرم - (خود سے مگر سنانے کیلئے) نہیں ہو سکتا - یہ کبھی نہیں ہو سکتا - اے ہوس پرست دل یہ کبھی نہیں ہو سکتا - افسوس جس چشمے کے پانی سے پیاس بجھانا - اُسی میں زہر ملانا - جس درخت کے سائے میں سونا - اسی کی جڑھ پر کلہاڑی چلانا - یہ دیبا سا فرشتہ اور یہ شیطانی ارادہ - بیٹا اور باپ کی جان لینے پہ آمادہ - توبہ توبہ - توبہ - ارے میری آنکھوں کے آگے اندھیرا آتا ہے - میرا دماغ چکر کھاتا ہے - چکر کھاتا ہے - چکر کھاتا ہے -

سعدان - کون بیرم - یہ کیا بک رہا ہے - یہ میں نے کیا سُنا - کیا پرویز میرا بیٹا -

بیرم - اے دیکھنے والے آسمان - اے سُننے والی زمین - اے پاس سے ہو کر گزرنے والے ہوا کے جھونکو! کیا تم میں سے کوئی ایسا نہیں - جو میرے باپ کو ایک لفظ کہکر خبردار کر دے -

سعدان - (بیرم کا جانا چاہنا سعدان کا روکنا) یہ تم کر سکتے ہو - بیرم - یہ تمہیں کرنا ہوگا -

بیرم - ج - ج - ج - جناب - میں کیا کہ سکتا ہوں -

سعدان - ادائے فرض - اظہارِ حق -

بیرم - یا خدا تو جانتا ہے -

سعدان - اور تم بھی جانتے ہو -

بیرم - جناب - میں کیا جانتا ہوں -

سعدان - جو میں نہیں جانتا - مگر اب جاننا چاہتا ہوں - بیرم - کیا تو میرا بیٹا نہیں - کیا میں تیرا باپ نہیں - تو جو ابھی جوش میں آکر کہہ رہا تھا - جس کو میں اتفاق سے سُن چکا ہوں - کیا اُس سے انکار کیا چاہتا ہے - کیا پرویز کیساتھ مل کر تو بھی مجھے شکار کیا چاہتا ہے -

بیرم - اوہ پرویز نافہم - رحم پیارے باپ رحم -

سعدان نہیں رحم صرف تجھ پر۔

بیرم ۔ نہیں ہم دونوں پر ۔

سعدان ۔ وہ شیطان ہے ۔ اس لئے اُس پر لعنت چاہیئے۔

بیرم ۔ لیکن آپ فرشتہ ہیں ۔ اس لئے برکت چاہیئے!

سعدان ۔ ہیں یہ خط کس کا

بیرم ۔ پ ۔ پ ۔ پ ۔ پرویز کا ۔ نہیں جناب میرا ۔

سعدان ۔ بیوقوف گناہ کا چھپانا بھی گناہ ہے ۔

بیرم ۔ (علیحدہ) اے لعنتی حرص تیرے لئے میرا بھائی تباہ ہوتا ہے ۔

سعدان ۔ (خط کا مضمون پڑھنا) رات کے بارہ بجے ۔ جب زندگی کی شورشیں خوفناک خاموشی سے بدل جاتی ہیں ۔ آسمان بھیانک اور زمین سنسان ۔ قبروں سے نکل کر روحیں رینگتی ہوئی نظر آتی ہیں ۔ اُس وقت اگر تمہاری چھ ۔ چھ ۔ چھری نے میرے باپ کو اُس نیند میں ۔ جس نیند میں کہ وہ سویا ہوگا ۔ قتل کیا ۔ تو جس قدر دولت دینے سے میں تمہیں نفرت کرتا ہوں ۔ اتنا ہی پیار کروں گا " یا اللہ یہ کون لکھتا ہے ؟ کیا میرا بیٹا !

بیرم ۔ اے میری فصاحت ذرا اور شعلہ بھڑکا ۔

سعدان ۔ غضب قہر ۔ یہ پھندا ۔

بیرم ۔ خداوندا ۔

سعدان ۔ یہ بے مہری ۔

بیرم ۔ پناہ تیری

سعدان ۔ باپ کا خون

بیرم ۔ اوہ بیوقوف مجنوں ۔

سعدان - ہائے زمانہ - زمانہ - زمانہ

بیرم - الٰہی میرے شفیق باپ - اور نادان بھائی دونوں کو ہلاکت سے بچانا - بچانا - بچانا - خیر - جناب عالی - اگرچہ یہ تحریر میں نے بھائی پرویز ہی کی میز پر پڑی ہوئی پائی ہے - مگر پھر بھی مجھے شک ہے کہ یہ کسی دشمن کی کاروائی ہے -

سعدان - کیا میں اُس کا خط نہیں پہچانتا - کیا میری آنکھیں پھوٹی ہیں -

بیرم - (علیحدہ) آنکھیں تو نہیں - مگر عقل ضرور پھوٹی ہے - (ظاہر) خیر جناب اگر ایسا ہے تو آج ان کو بھائی کی نیت آزمانا چاہیئے - اگر کوئی حملہ ہو تو سمجھنا چاہیئے - کہ یہ اُسی کا فتور ہے - ورنہ وہ بیچارا بالکل بے قصور ہے -

سعدان - افسوس - بیرم صد ہزار افسوس

بیرم - جناب - بلکہ بے حد اور بے شمار افسوس - (سعدان کا جانا) واہ میاں بیرم خوب باپ کو اُلّو بنایا" (پرویز کو آتے دیکھ کر) لو وہ اُلّو گیا - اور اُلّو کا پٹھہ آیا -

پرویز - بھائی تسلیم !

بیرم - اوہو کون پرویز - آؤ بھائی - (دونوں کا گلے ملنا) کہیئے جان برادر کیا حال ہے -

(پرویز) گانا - سارے چتر گنی گیئے ہار - جگ کی نہ پائی سار - لاکھوں کیئے بچار - سارے چتر گنی - جن کی جگت بیچ لاکھن کو ہے آس - اُنہیں کے چت نت - بھیئو ہے نراس آج - دیکھا یہ سنسار - سار سے چتر گنی -

پرویز - بھائی تمہیں معلوم ہے - کہ والد صاحب مجھ سے کیوں ناراض ہیں -

بیرم - تم سے - بھائی تم سے - جو اُنہیں نیکی اور عزت کی طرح پیارے ہو -

پرویز - ہاں بھائی مجھ سے -

بیرم - مگر - والد کی ناراضی تم کو کیسے معلوم ہوئی -

پرویز - ابھی ابھی راستے میں ملاقات ہوئی - ہم انہیں دیکھکر سلام کرنے لگے - وہ منہ

پھیر کر دوسرے شخص سے کلام کرنے لگے - پھر آپ ہی آپ فرمانے لگے - کہ زمانے کا زمانہ ہی بد ذات ہے -

بیرم - واقعی بھائی یہ تو ناراضی کے آثار ہیں - مگر کسی دشمن نے کچھ الٹا سیدھا نہ پڑھایا ہو - جس سے والد کے جی میں بل آیا ہو -

پرویز - بھائی دشمن کی کارروائی تو میں تب جانوں - جب میں نے کسی کو ستایا ہو -

بیرم - بھئی عجب نادان ہو - آج کل تو خواہ مخواہ لوگ ایک دوسرے کے دشمن بن جاتے ہیں - بھلا بھڑ اور بچھو کو کسی سے کیا عداوت ہے جو ڈنک مارتے ہیں -

پرویز - بھائی میں تمہارے پاس اس لئے آیا ہوں - کہ والد کی ناراضی دور کرنے کی کوئی تدبیر بتاؤ -

بیرم - مت گھبراؤ - مجھ پر بھروسہ رکھو - تمہارے خوشی کے دن کو جو غم کی تاریکی نگل گئی ہے - اُسے دو ہی باتوں میں دوبارہ منوّر بنا دوں گا - لو سدھارو - خدا حافظ -

پرویز - خدا آپ کا کام راس کرے -

بیرم - (خود) خدا تیرا ستیاناس کرے - ہہ - ہہ - ہہ - واہ میاں بیرم - کیا اُلّو باپ اور کیا اُلّو کا پٹھا بھائی پایا ہے - آج تک تو جتنے پانسے پھینکے ہیں - سب میں پو بارہ ہی آیا ہے - اب ایک رات کا داؤ اور باقی ہے - اگر راجہ نل کی روح نے مدد پہنچائی - تو سمجھ لو کہ وہ بازی بھی ہاتھ آئی - ؎

مات دیتا ہے حریفوں کو سو دٹ کر دونگا - پڑ گئی چت تو بس اک ہاتھ میں پٹ کر دونگا
بلکہ صفاچٹ کر دونگا -

گانا بیرم - عاقل و دانا ہوں دنیا کا سیانا ہوں میری یگانہ ہے چال -
آگ لگانے میں دھوکے بہانے میں سارے زمانے میں ہوں با کمال
تا جب پھینکا تب آیا پانسہ - دیکھو چکمہ - فقرہ - جہانسہ روز ایک اُلّو پھانسہ

سوکرامانتوں سے - دھوکے کی باتوں سے - چالوں سے گھاتوں سے - دُنیا کے ہاتھوں سے - لیتا اُڑاتا ہوں مال - عاقل و دانا ہوں -۔۔ ۔۔۔۔۔۔

باب پہلا

پردہ تیسرا

محل ماہ پارا

(خاقان اور ارسلان کا آنا)

خاقان - ارسلان! وہ نہیں آتا - وہ کیوں نہیں آتا -

ارسلان - سرکار! اُس کی مرضی -

خاقان - وجہ -

ارسلان - نمک حرامی - شرارت - خود غرضی -

خاقان - افسوس سلطنت سے علیحدہ ہوتے ہی یہ نتیجہ پایا -

ارسلان - تو حضور نے پہلے ہی کیوں نہ سوچا -

خاقان - افسوس - ادنٰے ادنٰے نوکر میرے سرداروں سے تکرار کریں - مجھ سے ضعیف شخص ایک حقیر آدمی کو بلائے - نہیں نہیں ایک شہنشاہ اپنے غلام کو طلب فرمائے اور وہ حاضر ہونے سے انکار کرے - میری طلب اور جواب صاف - میرا حکم اور اُس سے یوں انحراف -

ارسلان - شاید حضور کو آج تک یہ معلوم نہیں - کہ ؎

آب دریا میں سر در جام مل ہوتا نہیں جو خار کا گل نام رکھ لینے سے گل ہوتا نہیں

آہنی فولاد کی تلوار ہو یا کاٹھ کی ؎ غیر مانیگا تبھی لوہا جب اُس نے کاٹ کی

خاقان - بس کر ارسلان بس کر - ورنہ میں غم اور غصّہ سے دیوانہ ہو جاؤنگا - اگر ماہ پارا مست ہو کر درندہ بن گئی ہے - تو میں آج ہی اس کی صورت پر لعنت بھیج کر اپنی دوسری بیٹی کی طرف روانہ ہو جاؤں گا -

ارسلان - جی ہاں ہو سکتا ہے -

خاقان - تو میرا منہ کیا تکتا ہے - کیا تو یہ سمجھتا ہے - کہ ماہ پارا کی طرح دل آرا بھی مجھے صدمہ پہنچائے گی -

ارسلان - حضور معاف کیجئے - جب بڑی سے فیض نہ پایا - تو چھوٹی سے کیا امید بر آسکتی ہے - حضور تلوار اور چھری میں صرف قد کا فرق ہے - ورنہ گلا کاٹنے میں دونوں کی دھار برق ہے - (ماہ پارا اور سعدان کا آنا)

خاقان - کون ماہ پارا -

ماہ پارا - آداب عرض ہے سر یہ آرا -

خاقان - آج کیا دل میں آئی - جو اپنے ناخواندہ مہمان پر عنایت فرمائی -

ماہ پارا - میں افسوس کرتی ہوں کہ ان طعنہ آمیز باتوں کا جواب دینے کے لئے - نہ تو میرے پاس الفاظ ہیں - اور نہ فرصت - اصل بات یہ ہے - کہ مجھے چند اہم وجوہ سے اِس مکان کی سخت ضرورت ہے - اِس لئے اگر آپ ان شاہی محلوں میں سے کسی اور محل میں تشریف لے جاتے - تو اِس کنیز پر بڑی عنایت فرماتے -

خاقان - تو کیا میں یہ مکان چھوڑ دوں -

ماہ پارا - بس - اِس سے زیادہ میں کیا عرض کروں - اگر اتنی بات ہو جائے تو مجھے سینکڑوں مصیبتوں سے نجات ہو جائے -

خاقان - تو صاف کیوں نہیں کہتی - کہ میں قبر میں چلا جاؤں -

ماہ پارا - میرا منشا ہرگز یہ نہیں ہے۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ آپ کے مشیروں اور نوکروں نے برداشت سے زیادہ سر اٹھا رکھا ہے۔ کہیں نار۔ کہیں پرپٹ۔ کہیں شور۔ کہیں غل۔ کہیں پکار۔ غرضیکہ ایک طوفان ہے جو مچا رکھا ہے۔ مکان کیا اچھا خاصہ بھٹیار خانہ بنا رکھا ہے۔

خاقان - عجیب بات ہے۔

ماہ پارا - نہ رعب نہ ادب۔ نہ آداب۔ ایک سے ایک زیادہ شہدا ایک سے ایک زیادہ لچا۔ بس جناب بس۔ اب صبر نہیں ہو سکتا۔ انسان کو اتنا گدگدائیے کہ آخر کو وہ رو دے۔

خاقان - بس - بس - یہ سب کچھ جنون ہے - جھوٹ - غلط - یہ ساری باتیں بہتان ہیں۔ میرے تمام نوکر شریف - نیک - ادب کے شیدا - تہذیب کے عاشق - شرافت کی جان ہیں۔

ماہ پارا - بس تو معلوم ہوا - کہ آپ ہی کی شہ اور شرارت ان پر تیل ڈالکر بھڑکاتی ہے - غضب خدا کا یہ سچے اور لونڈی جھوٹی ہوئی جاتی ہے - ان کے جھوٹ کو سچ اور میرے سچ کو جھوٹ یقین فرماتے ہیں - یہ بھی عجیب بات ہے کہ آپ ان چند غریب گداگروں کے لئے - ایک معزز شہزادی کی توہین فرماتے ہیں۔

خاقان - غریب - کیا کہا غریب - کیا کسی غریب کا بلا قصور جگر چاک کر ڈالوں - پیس ڈالوں - کیوں - کس لئے - کیا اس لئے کہ انہوں نے پہننے کے لئے یہ زری کا چیتھڑا نہیں پایا - کیا غریبوں کے پاس آنکھ - کان - ہاتھ - پاؤں - ہوش - جوش - نہیں رہیں۔ جو امیر رکھتے ہیں - کیا یہ آفتاب امیروں کے محلوں کی طرح غریبوں کی جھونپڑیوں پر اپنی روشنی نہیں ڈالتا - کیا اس زمین پر خدا نے ان کو چلنے حکم نہیں دیا - جس پر امیر چلتے ہیں - کیا یہ آسمان امیروں کو اپنی چھت کے نیچے بیٹھاتا ہے اور غریبوں کو دھکے دے کر نکال دیتا ہے - ادی او! غریبوں پر ہنسنے والی مغرور ہستی!

کیوں - چند روزہ دولت پر اتراتی ہے - جا - ایک امیر اور ایک غریب دونوں کی قبر کھود کر دیکھ - پھر تجھے معلوم ہو جائے گا - کہ مرنے کے بعد اُن کی کیا حالت ہوتی ہے -

ماہ پارا - مجھ کو اِس سے بحث نہیں - کہ غریبوں کا رتبہ امیروں سے بڑھایا جائے یا گھٹایا جائے - مگر ان زندوں کی دنیا میں تو میرا یہ خیال ہے - کہ یہ غریب سر چڑھانے کیلئے نہیں بنائے گئے -

خاقان - تو پھر کس لئے بنائے گئے ہیں -

ماہ پارا - اس لئے کہ اِن کے سر کے چمڑے سے امیروں کی جوتیوں کا تلہ بنایا جائے -

خاقان - کیا کوئی کہہ سکتا ہے - کہ یہ میرا ہی خون ہے -

ماہ پارا - اگر کل تک یہ تمام نجس کھٹے یہاں سے نہ نکال دیئے جائیں گے - تو یاد رکھیئے - کہ عز و ادب - زبردستی اور سختی سے بدل جائے گا -

خاقان - زبردستی - استغفراللہ - لاؤ - لاؤ - ہمارے گھوڑے لاؤ - کل خادماں درگاہ کو بلاؤ - جا اے ناشدنی دُور ہو - میں نے تجھے عاق کیا - تو میرا خون نہیں - بلکہ وہ زنگ ہے - جو لوہے کے دِل میں بیٹھکر اُسکے جگر کو چاٹتا ہے - تو میری اولاد نہیں - بلکہ وہ سانپ ہے - جو سانپ سے پہلے اپنے پالنے والے کو کاٹتا ہے - کیا نمک حلالوں کو زہر کھلا دوں - غریبوں کو سزا دوں - کیوں کس لئے ؟ کیا اِن زر و جواہر کے لئے جو بھوک کے وقت کھا کر تیرا پیٹ تک نہیں بھر سکتے - کیا اِن زری کے چیتھڑوں کیلئے جو بعد مرنے کے تیرے کفن کے کام بھی نہیں آ سکتے -

ارسلان - حضور والا -

خاقان - ہائے زارا - زارا - ارسلان محض ذرا سے قصور پہ صرف اتنے ہی قصور پہ کہ وہ سچ بات کیوں بولی - مجھ کمبخت نے راستباز زارا کا حق چھین کر - اِس ناخلف اور جھوٹ کی پتلی پر قربان کر ڈالا - اوہ باری تعالےٰ اگر تیرا یہی ارادہ ہے -

کہ کمبخت پھولے اور پھلے۔ تو اپنے بندے پر رحم کر۔ اور اس مغرور فرعونہ کو قارون کیطرح اسی مکان میں گاڑ دے۔ اِس کی نسل کو برباد کر۔ اس کے ستم کو اُجاڑ دے اگر اولاد بھی ہو تو اُن خوفناک درندوں کی طرح جو اپنے پنجوں سے اپنی اولاد کو مار کر کھا جاتے ہیں۔ اِسی طرح اُس کو ستائے۔ اس کو جلائے۔ یہ اپنی بے رحم آنکھوں سے خون کا دریا بہائے۔ تاکہ اس کے پیتھر دِل کو معلوم ہو جائے۔ کہ بد اولاد سانپ سے بھی زیادہ بد ہوتی ہے۔

ماہ پارا۔ استغفراللہ۔ اگر میں اِن بد دعاؤں سے ڈرتی۔ تو شاہوں کی سرداری چھوڑ کر اِن غریبوں میں سے کسی ایک کے پاؤں دھویا کرتی۔

خاقان۔ اری او مغرور ہستی تو خدا کی بستی میں بستی ہے۔ اور اُس کی قدرت اور قہر پر ہنستی ہے۔ لرز۔ لرز۔ اُس ہاتھ سے جس نے ضحاک اور شدّاد کا بھیجا اپنی چٹکیوں میں مسل ڈالا۔ ڈر۔ ڈر۔ اُس بے آواز لاٹھی سے۔ جس نے نمرود کا سر کچل ڈالا۔ لعنت ہو تجھ پر اور تیرے گھر پر۔ میں شیروں سے پناہ چاہوں گا۔ میں ریچھوں کے آگے گڑگڑاؤں گا۔ مگر اور درندوں سے زیادہ سخت دِل رکھنے والی جبین کا فرہ تیرے اِس خاکی جہنم میں کبھی نہ آؤں گا۔ (خاقان کا طیش میں چلے جانا)

(پردہ)

باب پہلا

پردہ چوتھا

کوٹھا (مکان طرام)

گلدم (گانا) بال جال گالوں پہ لالی ناگن لٹ کالی - یہ انکھیاں متوالی -
نازک - نازک کمر لچکنے جیسے پھولن کی ڈالی - جوبن والی چھب نرالی موری عمر بالی -
دوہا - ایک تو چکنا پیپل کا پتہ دوجے چکنا گھی - تیجے چکنا مورا جوبنا - یاروں کا للچے جی بال جال
(خود سے) یا اللہ کیا کروں - کدھر جاؤں - کہاں چھپوں - کوئی چھیڑتا ہے - کوئی چھیڑتا
ہے جس سے کچھ وہی موا آوازیں کستا ہے - شان تیری کہاں ہیں کہاں وہ موا لنگڑا
رام جی حلوائی - اور موا اکبڑا چندن نانبائی ---- وہ قمر الدین عمرالدین کا سالہ
اور وہ موا گنجا رام کشن پاپڑ بیچنے والا - ان کمبختوں نے بھی جال ڈالا - ایک
کہتا ہے - کہ گوری یہ بتاؤ - دوسرا کہتا ہے کہ ظالم - ذرا ادھر تو آؤ - اور تیسرا تو
دیکھتے ہی اونٹ کی طرح بلبلاتا ہے - اور چوتھا تو ایک ٹھنڈی سانس لیکر بالکل
ٹھنڈا ہی ہوجاتا ہے - انہیں کمبختوں کے لئے تو میں نے اپنا بناؤ سنگار چھوڑ دیا
دیا ہے - ورنہ جب کبھی ان گلاب کی پنکھڑیوں پر مسی کی دھڑی - اور ان
نرگسی آنکھوں میں کاجل کا ڈورا کھینچکر آئینہ اٹھاتی تھی - تو اس بھری جوانی
کی قسم - خود کلیجہ تھام کر بیٹھ جاتی تھی -

گلخیرو - آ چھیں -

گلدم ۔ اُوئی اللہ ۔

گلنجیرو ۔ کیوں پیاری خیر سلّا ۔

گلدم ۔ واہ ۔ آج تو خوب ہوا کھائی ۔ کچھ ٹھکانا ہے ۔ صبح کا گیا اور شام کو شکل دکھائی ۔

گلنجیرو ۔ کیا کہوں پیاری ۔ اُس بدذات بغلول کے کاموں سے فرصت نہیں ملتی ۔ وہ منہ بسورے اور تمام دن غتر بود رہتا ۔ اجی اللہ اللہ کرو ۔ گلنجیرو تو بھوت کیطرح ہر وقت کہار سر پہ موجود رہتا ۔

گلدم ۔ میری سمجھ میں نہیں آتا ۔ کہ یہ موئے بغلول اتنی حکومت کیوں جتاتا ہے ۔ جیسے ہم نوکر ویسے یہ پھر کس برتے پہ اتراتا ہے ۔

گلنجیرو ۔ تیری آنکھوں کی قسم ۔ مجھے تو اُس کی صورت دیکھ کر خون اُتر آتا ہے ۔

گلدم ۔ صورت ۔ ارے میں اُس موئے کو پاؤں تو کچا ہی کھا جاؤں ۔

گلنجیرو ۔ چل ہٹ ۔ پھیکا گوشت کس کام کا ۔ میں تو مصالا لگا کر کھاؤں مسالا ۔ کیوں بہن دیتا ۔ ہائے ۔ ہائے ۔ عورت ہے یا ریشم کا گدیلا ۔

گلدم ۔ اجی ہٹو ۔ کہیں میرا کال نہ ہو جائے میلا ۔

گلنجیرو ۔ ہائے ہائے ۔ تیرے نخرے میں گرم مصالحہ ۔

گانا ۔ گورے ۔ گورے ۔ گالوں پہ پیاری میں واری غضب کی ہیں بالیاں کانوں میں بالیاں جوبن والیاں ۔

گلدم ۔ جاؤ جی جاؤ ۔ نہ دو گالیاں ۔ گورے ۔ گورے گالوں پہ

گلنجیرو ۔ بات نرالی ۔ گھات نرالی ۔ چال چلت متوالیاں ۔

بغلول ۔ اچھا بے اچھا ۔

گلدم ۔ بھوئیں کٹاریاں ۔

بغلول ۔ اُلو کا بچہ

گلدم ۔ پیارے پہ واریاں ۔

بغلول ۔ کھاؤں گا کچا ۔
گلدم ۔ تین مدہ کی پیالیاں ۔
گلخیرو ۔ گورے گورے گالوں پہ ۔
بغلول ۔ ایں یہ بچپن ۔ یہ بے حیائی ۔ یہ کیسی کاروائی ۔ ایں ۔ ایں ۔
گلخیرو ۔ کمبختی ۔
گلدم ۔ تباہی
گلخیرو ۔ حضور ۔ پہلے میری سنئے ۔
گلدم ۔ نہیں جناب پہلے میری سنئے ۔
بغلول ۔ دونوں نہیں ۔ ایک ایک کہو ایک ایک ۔ دونوں کی سنوں گا ۔ اور دونو کو سزا دونگا ۔
گلدم ۔ اچھا جناب ۔ تو میری سنئے ۔
گلخیرو ۔ نہیں جناب پیشتر بندہ کی سنئے ۔
بغلول ۔ پھر وہی حرکت ۔ چل ہٹ ۔
گلدم ۔ اچھا جناب تو پہلے میں کہتی ہوں ۔
گلخیرو ۔ نہیں جناب پہلے میں کہتا ہوں ۔
بغلول ۔ کیوں بے نہیں مانتا رذالا ۔ اچھا پہلے تو ہی بول شیطان کی خالہ ۔
گلخیرو ۔ مگر حضور ۔ پہلے شیطان کے باپ سے تو پوچھئے ۔
گلدم ۔ حضور ۔ حقیقت حال یہ ہے کہ
گلخیرو ۔ جناب واقعی احوال یہ ہے کہ
بغلول ۔ نہیں مانتا ہے رذالا ۔
گلخیرو ۔ اچھا ۔ تو تم ہی بولو میری خالہ ۔
گلدم ۔ حضور پورا حال تو خدا ہی جانتا ہے ۔

گلچیرو۔ اور جناب کچھ حال آپ بھی جانتے ہیں۔

بغلول۔ چل ہٹ۔

گلدم۔ جناب میں سچ کہتی ہوں۔

گلچیرو۔ اور جناب میں کب جھوٹ کہتا ہوں۔

بغلول۔ بدمعاش۔ پاجی۔ لچے۔ خبیث۔ بس میں کسی کی نہیں سنتا۔ تم دونوں حرامزادہ ہو۔ دونوں غلاوادہ ہو۔ بس ایک دن کی مہلت دیتا ہوں۔ آج ہی اپنا بوریہ بدھنا اٹھاؤ۔ اور آفتاب نکلنے سے پہلے۔ اس مکان سے نکل جاؤ۔

گلدم۔ حضور۔

بغلول۔ بس تو چپ ہی رہنا۔

گلدم۔ (سائیڈ میں) اچھا موئے جائیگا کہاں۔ میں بھی اپنا بدلہ نہ لوں۔ تو مجھے گلدم نہ کہنا۔ (جاتا)

بغلول۔ لاحول ولا قوت۔ ایسے بیہودہ مرد اور عورت۔ جو آج تک کبھی دیکھنے میں نہیں آئے۔ شکر ہے خدا کا کہ کہیں جلیل نے نہیں دیکھ پایا۔ غریب بچہ جو ابھی یہ نہیں جانتا۔ کہ لغت میں ایک لفظ عشق بھی ہے۔ اگر وہ ان لیلےٰ مجنوں کی جوڑی کو زلیخا پڑھتے دیکھ پاتا۔ تو میرا پڑھایا لکھایا سب چوپٹ ہو جاتا۔ لو وہ بھی سامنے سے آتا ہے۔

جلیل۔ بڑا غضب ہوا۔ باغ میں ابّا جان آئے۔ اب کیا کروں۔ کس سے مدد چاہوں۔

بغلول۔ ارر ر۔ اسے کیا ہوا۔ جلیل۔ جلیل۔

جلیل۔ اوہو۔ جناب آپ یہاں ہیں۔ میرے استاد۔ میرے محافظ۔ میرے اتالیق۔ میری مدد فرمائیے۔ مجھے موت اور ندامت سے بچائیے۔

بغلول۔ ارے یہ معاملہ کیا ہے۔ کچھ منہ سے تو بول۔

جلیل۔ آپ خفا ہوں گے۔ آپ بگڑیں گے۔ آپ فوراً ابّا جان سے کہہ دیں گے۔

بغلول۔ نہیں نہیں یہ کچھ نہ ہوگا۔

جلیل - تو کیا آپ اقرار کرتے ہیں -

بغلول - ارے ہاں - ہاں ہزار بار کرتے ہیں -

جلیل - تو جناب سنئے - میں ایک عورت کے عشق ....

بغلول - ایں عشق - ابے عشق - گُلدم عشق - گلگیز د عشق - تو عشق - سب کو عشق کا طاعون ہوگیا - گھر کا گھر ہی مجنون ہوگیا -

جلیل - اور جناب وہ مدد کا اقرار -

بغلول - مدد کیسی مدد - شریر - لچے - پاجی - خبیث - اگر تو شریعت کے مطابق کسی عورت کی محبت میں گرفتار ہوتا - تو میں تیری مدد کرنے کو تیار ہوتا -

جلیل - تو کیا آپ ابّا جان کو سمجھاتے - میرے نکاح کی کوشش فرماتے -

بغلول - بیشک

جلیل - تو جناب خوش ہو جیئے کہ ہو چکا -

بغلول - کیا ہو چکا -

جلیل - نکاح -

بغلول - تو کیا نکاح بھی ہو چکا -

جلیل - جی ہاں -- اور بیوی بھی موجود ہے - لیلےٰ - لیلےٰ -

بغلول - یہ کسے بلاتا ہے - یا اللہ - (لیلےٰ آتی ہے)

جلیل - لیجئے جناب - اب اسے اپنے کمرے میں چھپایئے -

بغلول - ابے میں - اور اپنے کمرے میں چھپاؤں - ارے او جلیل کیا تو میری اس لال ڈاڑھی کو داغ لگائے گا -

جلیل - جناب جلدی کیجئے - ورنہ کوئی آجائے گا -

لیلےٰ - ہاں جناب رحم کیجئے -

بغلول - بیگم - لونڈا تو بیوقوف ہے -
لیلےٰ - نہیں جناب - ہم دونوں کی زندگی آپکے رحم پہ موقوف ہے - (طرم کا اندر سے آواز دینا)
طرم - جلیل - جلیل - کہاں گیا -
جلیل - وہ دیکھئے والد صاحب آواز دے رہے ہیں - جاؤ - جاؤ پیاری تم اندر جاؤ -
بغلول - ارے لڑ بھڑ یہ کیا کرتا ہے - یا اللہ اس لال داڑھی کی عزت تیرے ہی ہاتھ ہے (دگانا") کیا پھندا ہے - کیا دھندا ہے - کیا آفت میں یہ بندہ ہے - کیا گڑبڑ ہے -
کیا کھڑ بڑ ہے - کیا رگڑا جھگڑا گندہ ہے - یا رب یہ کیا گھوٹالہ - آئی کہاں سے خالہ - کمبخت کا منہ کالا - شیطان کا حوالہ - کیا پھندا ہے -
لیلےٰ - تو کیا جناب میں اندر سے دروازہ بند کر لوں -
بغلول - ارے خدا کے لئے آہستہ بول - کوئی نوکر یا وہ بدذات کی بچی گلدم سن پائیگی تو اور ہی قیامت ڈھائیگی - لو اب میں جاتا ہوں - جب میں آکر تین مرتبہ دستک دوں تو دروازہ کھولنا - بیگم - بیگم - سمجھ گئی نا - (گلدم کا آنا)
گلدم - جی ہاں - اچھی طرح سمجھ گئی -
بغلول - یا اللہ یہ ناسزائی کہاں سے آئی -
گلدم - بندگی جناب بندگی - داڑھی میں منہ نہ چھپایئے - ذرا آنکھ سے آنکھ تو ملایئے - یہ کونسی بیگم آئی ہے - ذرا مجھے بھی تو دکھلایئے -
بغلول - بیگم - کون بیگم - کہیں تو بھنگ تو نہیں پی آئی -
گلدم - میاں بگلا بھگت - تم نے اڑائی ہے - تو میں نے بھی بھون بھون کر کھائی ہے - مجھ سے بھی چھپاتے ہو - جو مٹی سونگھ کر گنہگار کی قبر بتاتی ہے - ہکو دھوکا دینا چاہتے ہو دائی سے پیٹ چھپاتے ہو -
بغلول - یا اللہ اب کیا کروں - کیا سچ سچ کہہ دوں - گلدم دیکھو -
گلدم - دیکھوں - کیا دیکھوں - فرشتوں کا جامہ - اور شیطانی اعمال نامہ - دوسروں کو دھمکاؤ

اور خود بیواؤں کو کمرے میں بلاؤ۔

بغلول ۔ اچھا اچھا ۔ شور نہ مچاؤ ۔

گلدم ۔ شور ۔ ارے میں تو سارے محلّے میں دہائی مچاؤنگی ۔ آج تو اپنا بدلہ لیکر جاؤنگی ۔ سرکار ۔

بغلول ۔ سنو ۔ میری سنو ۔

گلدم ۔ نہیں ۔ میں کچھ نہیں ۔ سُنتی ۔ سرکار ۔

بغلول ۔ دیکھو ۔ میری طرف دیکھو ۔

گلدم ۔ نوکری سے چھڑایا ہے بیٹا ۔ اجی بڑی سرکار ۔

بغلول ۔ گلدم میں پاؤں پڑتا ہوں ۔ چل میں تجھے دوسری جگہ نوکری دلاتا ہوں ۔

گلدم ۔ نوکری ۔ لعنت ہے نوکری پر ۔ آج تو میں اپنا پورا بدلہ لے کر جاؤں گی ۔ حضور سرکار ۔
بڑی سرکار ۔ ارے کوئی آؤ ۔ دوڑو ۔ (طرّم کا آنا)

طرّم ۔ کیوں کیا ہے ۔ کیوں شور کر رہی ہے ۔ اوہو جناب ۔ آپ کچھ تناول نہ کیجیئے گا ۔
کھانا تو سرد ہو گیا اور مچھلی تو بالکل ہی ٹھنڈی ہو گئی ۔

گلدم ۔ جناب اب انہیں آپ کی مچھلی کی پرواہ نہیں ۔ یہ تو اپنے کمرے میں پاپ لیٹ تل
کر کھایا کرتے ہیں پاپ لیٹ ۔

طرّم ۔ پاپ لیٹ ۔

گلدم ۔ جی ہاں ۔

بغلول ۔ (آہستہ) گلدم ۔ میری اچھی گلدم ۔

طرّم ۔ اری یہ تو کیا بک رہی ہے ۔ کچھ سودائی ہے ۔

گلدم ۔ جناب میں بک نہیں رہی ۔ سچ کہہ رہی ہوں جناب نے ۔ حضور کے گھر کو اندر کا
اکھاڑا بنانے کے لئے ایک پری بلائی ہے ۔ پری ۔

طرّم ۔ پری ۔ یعنی عورت ۔ کچھ شامت تو نہیں آئی ہے بد ذات ۔

گلدم ۔ حضور اِس کمرے میں تو دیکھئے ۔ کون بیٹھی ہے ۔

طرّم ۔ کیوں جناب کیا یہ سب سچ ہے ۔

بغلول ۔ سچ ۔ سچ تو اِس کے باپ نے کبھی نہیں بولا ۔ تو یہ کیسے بولے گی ۔

گلدم ۔ جناب دروازہ تو کھلوائیے ۔ پھر آپ کو معلوم ہو جائے گا ۔

بغلول ۔ کیوں جناب آپ کو کچھ شک ہے ۔

طرّم ۔ اجی توبہ کرو ۔

بغلول ۔ تو ہے تو کیا غم ہے ۔ تو ہے تو کیا غم ہے ۔ تو ہے تو کیا غم ہے ۔

گلدم ۔ جناب اِس سے پوچھئے کہ یہ اچھی باتیں کس سے کر رہے تھے ۔

بغلول ۔ گلچھڑے سے ۔ اور کس سے ۔ لاحول ولاقوت ۔ یہ منہ سے کیا نکل گیا ۔

گلدم ۔ گلچھڑو ۔ ارے او گلچھڑو ۔

بغلول ۔ بلا ۔ بلا ۔

گلدم ۔ کیا ہے ۔ کیا تو نے بلایا ہے ۔

طرّم ۔ ہیں یہ تو اس طرف سے آیا ہے ۔

بغلول ۔ لٹیا ڈوب گئی ۔ مٹ گئے ۔ جہنّم رسید ہو گئے ۔

طرّم ۔ اب بولئے جناب ۔

بغلول ۔ شاید یہ کسی دوسرے راستے سے آیا ہو ۔

گلدم ۔ دوسرا تو کوئی راستہ ہی نہیں ۔

بغلول ۔ نکل یہاں سے خانہ خراب ۔

طرّم ۔ بس تم چپ رہو ۔ اب میں خود تحقیق کرتا ہوں ۔ خیرو ! مار لات اور کھول دے دروازہ ۔

بغلول ۔ ارے یہ اندر کیسے پہنچا ۔

گلدم ۔ ارے کیا یہ مؤا چھوٹی سرکار کو بیگم کہکر پکار رہا تھا ۔

جلیل۔ معاف کیجئے ابا جان میں ایک قلمی کتاب جس کو آپ سب سے چھپانا چاہتے تھے اسکی نقل اتار رہا تھا۔
طرّم۔ بس صرف اتنی سی بات۔ کیوں ری۔ تو تو کچھ اور کہتی تھی بد ذات۔
گلدم۔ سرکار۔
طرم۔ چپ۔ مردار چلی جا۔ ورنہ مارے قمچیوں کے پیٹھ کی کھال ادھیڑ دوں گا۔
گلدم۔ اچھا سنئیے خوشی سرکار کی
طرم۔ چلی جا۔ ورنہ ابھی جان سے مار دوں گا۔
بغلول۔ جا۔ جا۔ جا۔ جا۔ جا۔ جا
گلدم۔ اچھا مجھے جائیگا کہاں۔ سو دن سنار کا ایک دن لوہار کا
بغلول۔ دیکھئے حضور۔ پھر بڑبڑاتی ہوئی جا رہی ہے۔
طرم۔ ابھی گولی مار دو کتیا کو۔
بغلول۔ ہے ہو۔ ڈیم پھوس۔ بکری
طرم۔ معاف کیجئے۔ آپ کی بڑی توہین ہوئی۔ آیئے کچھ کھانا تو کھا لیجئے۔
بغلول۔ آپ نوش فرمایئے۔ مجھے اس وقت اشتہا نہیں۔
طرم۔ اچھا تو میں کلچیرن کے ہاتھ تھوڑی چائے بھجواتا ہوں۔
بغلول۔ یا اللہ یہ کیا تھا۔ کیا ہوا۔ اور اب کیا ہوگا۔
جلیل۔ جو خدا کو منظور ہوگا۔
بغلول۔ بد ذات یہ سب تیرا ہی فتور ہے۔
جلیل۔ ہاں جناب ضرور ہے۔
بغلول۔ جلیل دیکھ۔ اچھے مسکین بنی مت بن۔ ابے اے زمین کی طرف کیا دیکھتا ہے۔
میری طرف دیکھ۔ یہ ملامت کی ٹوکری جو میرے سر پر رکھی ہے۔ کہیں اور لے جا۔
جلیل۔ کہاں۔

بغلول۔ چولھے میں۔ جہنم میں۔ پہاڑ میں۔
جلیل۔ مگر کوئی ٹھکانہ
بغلول۔ ڈھونڈو۔ ہاں وہ باغ والا ویران خانہ
جلیل۔ ہاں ٹھیک ہے۔ آپ نے خوب یاد دلایا۔
بغلول۔ ٹھیک ہے نا۔ اچھا تم چلو اور میں تمہاری حماقت کو لیکر آتا ہوں۔
جلیل۔ مگر جناب
بغلول۔ جاتا نہیں ہے خانہ خراب۔ بیگم۔ بیگم۔
لیلےٰ۔ کہیئے خیریت تو ہے جناب عالی۔
بغلول۔ ارے آہستہ بول۔ وقت بہت نازک ہے۔ قدم اٹھاؤ اور چپکے چپکے میرے پیچھے چلی آؤ۔
لیلےٰ۔ کیا کسی اور جگہ چھپایئے گا۔
بغلول۔ اری بھینس کی طرح تو نہ چلاّ۔
لیلےٰ۔ مگر جناب کتب خانے میں میرا نظیر۔
بغلول۔ ہیں نظیر۔ کون نظیر
لیلےٰ۔ میرا شیر خوار بچہّ
بغلول۔ یا اللہ۔ پہلے عشق۔ پھر نکاح۔ پھر بچہ۔ یہ تو اے۔ بی۔ سی۔ وائی۔ زیڈ تک تمام ڈگریاں پاس ہے۔ یا شیخ بغلول۔ اب تو اور بھی معاملہ ستیاناس ہے۔
لیلےٰ۔ پھر جناب کیا ارشاد ہے۔ ٹھہریئے بندی جاکر لے آتی ہے۔
بغلول۔ ارے تو کہاں جاتی ہے میری ماں۔ ارے توبہ نظیر کی اماں
لیلےٰ۔ تو پھر۔
بغلول۔ اچھا۔ باوا تم اندر جاؤ۔ یہ حماقت کی گٹھڑی بھی میں ہی سر پہ اٹھا کر لاتا ہوں۔

گلدم - وہی - وہی - بہت تیزی سے کی - آخر دیکھ - پایا - اب بکرا چھری تلے آیا - خیرو -
ارے اوہ موئے گلخیرو -

گلخیرو - کیا ہے - کیا ہے - کیا پھر کوئی نئی جھک آئی ہے -

گلدم - ارے موئے اُس کھوسٹ نے ایک اور بلائی ہے - جا - جا - سرکار کو بلا لا -

گلخیرو - اری کیوں جوتیاں کھلوائیگی - خود تو جھوٹی بن چکی ہے -

گلدم - کم بخت کو دو گھڑی کی موت - خدا اُس کا جنازہ نکالے - موئی کو بیوہ کو ڈالے -

گلخیرو - اری تو مجھے کیوں کوس رہی ہے -

گلدم - ارے - جا - جا - سرکار کو بلا لا - میں تو آج اپنا بدلا لینے پر اڑی ہوں -

گلخیرو - ارے پر وہ ہے کہاں -

گلدم - یہاں - یہاں

گلخیرو - ارے وہ پھر نہ نکل جائے کہیں -

گلدم - نکل کیسے جاتے - میں جو دروازہ روکے کھڑی ہوں -

جلیل - شکر ہے کہ اچھی جگہ پائی - اری تو یہاں کیوں آئی -

گلدم - جناب میں آپ کے اُستاد جی کی استانی کو جھک کر سلام کرنے آئی ہوں -

جلیل - اُستانی -

گلدم - جی ہاں - کمرے میں تو دیکھئے - کون بیٹھی ہے غیبانی -

جلیل - اری چپ شیطان کی نانی

گلدم - حضور - میں چپ کیسے رہوں - میں نے تو سرکار کو بلوایا ہے -

جلیل - اُف ! یہ تو غضب ہوا - اری کمبخت اس میں تو میں نے اپنی بیوی کو چھپایا ہے -

گلدم - اوئی بیوی اور آپکی -

جلیل - ہاں -

گلدم ۔ اچھا تو آپ نہ گھبرایئے ۔ میں کوئی تدبیر کرتی ہوں ۔ (گلخیرو طرم کو لیکر آتا ہے)

گلخیرو ۔ جی ہاں ۔ وہ کمرے ہی میں ہے ۔ آپ دروازہ کو کھلوایئے ۔

طرم ۔ دیکھو کہیں جھوٹ نہ ہو ۔

گلخیرو ۔ جھوٹ ۔ کیا مجال ۔ جب گلدم نے قسم کھا کر کہا ۔ تو میں آپ کو بلانے گیا ۔ لو سرکار کو بلا لایا ۔

گلدم ۔ کیوں ۔ کس لئے ۔

گلخیرو ۔ اری تو نے جو کہا تھا ۔

گلدم ۔ کیا ! کس وقت ؟ کس سے ؟ حضور! اس موئے کی نبض تو دیکھئے کہیں اِس کا دماغ تو نہیں سڑ گیا ۔

گلخیرو ۔ اری تو نے جو ابھی مجھے بھیجا تھا ۔

گلدم ۔ کہاں ۔ پاگل خانے

گلخیرو ۔ اری نہیں ۔ سرکار کو بلانے

گلدم ۔ دیکھو ۔ موا خواہ مخواہ مجھے بھی اپنے ساتھ لپیٹتا ہے ۔

گلخیرو ۔ اری کیوں جوتیوں سمیت آنکھوں میں گھسی جاتی ہے ۔ عورت ہے یا مداری ۔ آپ ہی بلایا ۔ اور آپ ہی انکاری ۔

گلدم ۔ ارے دیکھ خدا کے غضب سے ڈر ۔ کیوں کسی غریب کا صبر سمیٹا ہے ۔

گلخیرو ۔ اری تو کیا یہاں کوئی عورت نہیں ۔

گلدم ۔ عورت ۔ کون عورت ۔ تیری خالہ ۔ یا ممانی

گلخیرو ۔ اری اور شیطان کی نانی

طرم ۔ چپ ۔ یہ کیا جھگڑا نکالا ہے ۔ مگر میں ۔ نہیں ۔ اِس عورت کے بشرے سے معلوم ہوتا ہے کہ ضرور کچھ دال میں کالا ہے ۔ ٹھہرو میں خود دروازہ کھلواتا ہوں ۔ دروازہ کھولو ۔ لیلیٰ ۔ کون میرے شفیق ۔ میرے محسن ۔

طرّم - ہیں - یہ تو سب سچ نکلا - کہاں گیا وہ پاجی فیلسوف بغلول - نکالو - نکالو - ابھی اُسی بدذات کو میرے گھر سے نکالو -

گلنجیرو - ارے کہاں مر گیا -

بغلول - لو بیگم آؤ - اور اپنے بچے کو کھلاؤ -

طرّم - کیوں او میاں معلم الملکوت - یہ جامہ - یہ عمامہ - یہ داڑھی اور یہ کرتوت -

گلنجیرو - دھوت -

گلدم - دھوت -

طرّم - اور یہ بغل میں کیا چھپایا ہے - ذرا ہمیں بھی تو دکھاؤ -

بغلول - کچھ نہیں - یہ تو ایک ناٹک کی کتاب ہے -

طرّم - یا اللہ تین فٹ کا بچہ کیوں حضرت یہ کونسے ناٹک کی کتاب ہے -

بغلول - شیریں فرہاد عرف اندر سبھا عرف لیلیٰ مجنوں عرف ہیر رانجھا عرف سسی پنوں -

جلیل - میں بتاؤں ابا جان

طرّم - ارے تجھ سے کون پوچھتا ہے شیطان

بغلول - اسی سے تو پوچھنا چاہیئے مہربان

طرّم - اس سے - اس سے کیوں

جلیل - جناب میں کہتا ہوں

طرّم - ارے تو چپکا بیٹھ

جلیل - نہیں جناب مجھے بولنے دیجئے - جسے آپ انکی بیوی سمجھتے ہیں وہ آپ کی بہو ہے -

طرّم - بہو - یعنی تم نے شادی کی - کب - کس وقت - اور کس کے حکم سے -

بغلول - اجی اس جھگڑے کو گولی لگاؤ - لو ذرا اپنے پوتے کو تو کھلاؤ - مثل ہے - بویا نہ جوتا اور اللہ میاں نے بخشا پوتا -

ڈرام - عجیب قصہ ہے۔
بغلول - آؤ بیٹا ایک مرتبہ اپنے باوا کے سامنے ہاتھ ملاؤ - ارے اے تم کیا کہتے ہو مبارکباد گاؤ۔
گانا سب کا - سورج چندر کا ہے جوڑا - گل و بلبل نے رشتہ جوڑا - لاؤ لٹاؤ زر کا توڑا -
دل سب کا ہے خوش ہوتا - ہاتھ آیا اچھا طوطا - بویا کبھی نہ چوتا - اللہ نے بخشا پوتا -
لاؤ لٹاؤ زر کا توڑا - سورج چندا کا ہے جوڑا ــــــ

باب پہلا

پردہ پانچواں

مکان دل آرا

ارسلان - ہم اور ہمارے جینے کی حقیقت - یعنی جسم اور روح کے تعلق کی کیفیت -
ظاہر میں ایک بھید ہے - لیکن اگر حقیقت کی نظر سے دیکھا جائے - تو چلا اٹھو گے -
یہ جسم سانس کی تیلیوں کا بنا ہوا - ایک پنجرا ہے - اور روح ایک پرندہ ہی چڑیا ہے -
جو اس میں قید ہے - جس کے نغموں کی صدا ہم پر یہ آوازہ کستی ہے - کہ اے حرص و
ہوس کی بستی میں رہنے والی مغرور ہستی - کیوں چند روزہ تیرہ دستی پر غفلت برستی ہے -
ہر کمال کو زوال ہے - ہر بلندی کا نتیجہ پستی ہے - نخوت - ذلت کے گڑھے میں آجائیگی -
موت مارے گی - عبرت قبر کے ڈھیر پر کھڑی ہو کر پکارے گی - ؎

نہ تن میں تاب نہ بازو میں بل نہ سر میں شور ٭ بدن کی فکر میں کیڑے کفن کی تاک میں چور
پڑا ہے کس لئے خاموش اے نوالۂ گور ٭ کہاں ہے تیرا نزا دمدمہ کدھر گیا وہ زور
لحد ہے - تو ہے - اور اک بیکسی سی چھائی ہے ٭ جواب دے کہ فنا پوچھنے کو آئی ہے

گانا (غزل) تعجب ٹھوکروں سے کیوں بشر غفور ہوتا ہے ٭ غرور زور و زر اس گھر سے یونہی دور ہوتا ہے
جوانی میں عدم کیواسطے سامان کر غافل ٭ مسافر شب سے اُٹھتے ہیں جو جانا دور ہوتا ہے
ہماری زندگانی حشر مٹی کا کھلونا ہے ٭ اجل کی ایک ٹھوکر سے جو چکنا چور ہوتا ہے

خاقان۔ ہمارے آنے کی خبر پائی۔ نہ کسی نوکر کو بھیجا۔ نہ خود پیشوائی کو آئی۔

سعدان۔ واقعی یہ برتاؤ۔ خلافِ ادب ہے۔

خاقان۔ اچھا تو تم خود جاؤ۔ اور ہماری صاحب زادی کو بلا لاؤ۔

ارسلان۔ حضور والا۔

خاقان۔ کیا وہ نہیں آتی ہے کیا وہ بغاوت دکھاتی ہے۔ ارے جاؤ۔ جاؤ۔ اس سے جا کر کہو۔ کہ بوڑھا باپ اپنی بیٹی کو بلانا چاہتا ہے۔ شہنشاہ خاقان اپنی پیاری دل آرا کو یاد فرماتا ہے۔

دل آرا۔ میں بہت ہی مسرور ہوں۔ کہ حضور نے قدم رنجہ فرما کر اس کفش خانے کی عزت بڑھائی۔

خاقان۔ مسرور ہو۔ ضرور ہوگی۔ اگر میرے آنے پر تمہیں رنج ہوتا۔ تو میں یہ سمجھتا کہ تمہاری ماں کی قبر میں۔ میری بیوی نہیں۔ بلکہ وہ عورت دفن ہے جس نے سانپ کے بچے کو اپنی اولاد سمجھ کر پالا ہے۔

دل آرا۔ جناب والدہ مرحومہ کی شان میں ایسے کلمے نہ فرمائیے۔ آپ باجی جان کے پاس سے کیوں چلے آئے۔ یہ تو بتایئے!

خاقان۔ کیوں آیا ہوں۔ قسمت کا جلایا ہوں۔ نصیب کا ستایا ہوں۔ کبھی لوگ میرے پاس فریاد لاتے تھے۔ آج میں تیرے پاس فریاد لایا ہوں۔ ؎

وہ باغ جس کے روش کی ہے تو گل لالہ ٭ وہ باغباں کہ چمن تجھ پہ صدقے کر ڈالا
وہ شاخ جس نے تجھے گودیوں میں ہے پالا ٭ اسی کو پھونک کے ظالم نے خاک اُڑائی ہے
وہ اُڑ کے گھر تیرے فریاد کرنے آئی ہے

دل آرا "کیا آپ کا اشارا میری بہن کیطرف ہے"

خاقان - ہاں - اُسی کے دیئے ہوئے رنج و محن کی وارث ہے - ع

جو بد شعار ستم کیش اہلِ کیں نکلی —— پلی تھی گود ہی پر مارِ آستیں نکلی

دل آرا - جناب جیسا فرماتے ہیں - میری بہن ہرگز ایسی نہیں! آپ جائیے تو سہی!

خاقان - تو کیا میں اس کے پاس جاؤں - اور گڑگڑا کر کہوں کہ بیٹی! میں بوڑھا ہوں - لاچار ہوں - اور کچھ نہیں صرف سونے بیٹھنے کے لئے جگہ - اور روٹی کے ٹکڑے کا خواستگار ہوں -

دل آرا - جناب آپ کے لئے یہی بہتر ہے کہ عقل کو کام میں لائیے - اور ایک مرتبہ بہن کے پاس پھر جائیے -

خاقان - دل آرا تو اس کے پاس جانے کو کہتی ہے - جو محسن کشی کا آلہ ہے - جس نے کلیجے کو سانپ کی طرح ڈس لیا - اور درندوں کی طرح نوچ نوچ کر کھا ڈالا ہے - ع

غضب آئے ستم ٹوٹے فلک سے آفتیں برسیں ٭ خدا چاہے تو اُس کی قبر پر بھی لعنتیں برسیں

دل آرا - خدا بچائے میں کہتی ہوں - کہ آپ کبھی خفا ہو جائیں گے - تو یونہی مجھ پر بھی لعنتوں کے تیر برسائیں گے -

خاقان - نہیں دل آرا نہیں - میں اپنے ہونٹ سی لوں گا - میں اپنی زبان کاٹ ڈالونگا مگر تجھ جیسی نیک لڑکی کے حق میں - ایسی بد دعا کبھی نہ نکالوں گا - تو حق شناس ہے - تو عالی ہے - اُس کی آنکھ خوفناک اور تیری آنکھ تسلی دینے والی ہے - وہ عیش و راحت کی شریک ہے - اور تو غم و آفت کی ساتھی ہے - وہ میرے جسم کا پھوڑا - اور تو مرہم لگاتی ہے - وہ آنکھیں پھوڑتی ہے اور تو آنکھیں بچھاتی ہے - ع

موت مانگے تو رہے آرزوئے خواب اُسے ٭ ڈوبنے جائے تو دریا ملے پایاب اُسے

عوض جور ہو لطف سر بسر یاد آئے ٭ یوں بُرا ہو کہ جہنم کا مزا یاد آئے

دل آرا - بس کیجئے جناب بس - آپ کی باتیں کچھ سمجھ میں نہیں آتیں ہیں - وہ دیکھئے

باجی جان تشریف لاتیں ہیں۔

خاقان ۔ او خدا۔ او خدا۔ یہ میں کیا دیکھتا ہوں۔ دل آرا۔ دل آرا۔ کیا تجھے میرے آنسوؤں سے بھی شرم نہیں آتی ہے۔ جو میرے سامنے اِس ناہنجار سے ہاتھ ملاتی ہے۔

ماہ پارا ۔ لو بڑھاپے اور حماقت کی نظروں میں یہ اخلاقی رسم بھی خلافِ دستور ہے۔

دل آرا ۔ کہتی سچ ہو۔ کیوں صاحب۔ کیا ہاتھ ملانا بھی کوئی قصور ہے۔

خاقان ۔ ہے اور ضرور ہے۔ ڈر۔ ڈر۔ اس سے ڈر۔ یہ عورت نہیں بلکہ وہ شرارت کا اوزار ہے۔ جس سے شیطان اپنا مطلب نکالتا ہے۔ اِس کے سینے میں دل نہیں۔ بلکہ وہ پتھر ہے۔ جس پہ یہ گرتا ہے اسے پیس ڈالتا ہے۔ اور جو اُس پر خود گرتا ہے وہ چُور چُور ہو جاتا ہے۔

دل آرا ۔ تو آپ کا مطلب یہ ہے کہ بہن کو بہن کی محبت چھوڑ دینا چاہیئے۔

خاقان ۔ ہاں ۔ وہ دانت جو مُنہ میں رہ کر زبان کاٹے۔ اُسے توڑ دینا چاہیئے۔

دل آرا ۔ تو جناب مجھے اِس رائے سے انکار ہے۔

خاقان ۔ تو ناتجربہ کار ہے۔ او سودائی۔ کیسی بہن۔ اور کہاں کا بھائی۔ دنیا والے مثل آنکھ اور ابرو کے ہیں۔ جو پاس پاس رہ کر ایک دوسرے کو نہیں دیکھ سکتے۔

دل آرا ۔ بات یہ ہے جناب والا۔

خاقان ۔ اِس۔ اِس۔ اِسی کو دیکھو جس کو میں نے جان کی طرح پالا۔ دن کو رات اور رات کو دن کر ڈالا۔ آج یہ خدا کی بھولی ہے۔ اتنا بھی نہیں جانتی کہ خاقان کون کتنا اور کس کھیت کی مُولی ہے۔

ماہ پارا ۔ یہ میرا قصور نہیں۔ صرف آپ کا جوش وغضب!

خاقان ۔ بس خدا کے واسطے اب تو مجھے پاگل نہ بنا۔ جا۔ جی اور جینے دے۔ اب میری زندگی۔ اپنی کمبختی کے دن یہیں گذارا کرے گی۔ دل آرا سے) پیاری بیٹی تو اپنے بوڑھے باپ اور اُس کے سو نوکروں کا بار گوارا کرے گی؟

دل آرا ۔ جناب ۔ اوّل تو آپ کو بہن کے ہاں جانے سے فضول انکار ہے ۔ دوسرے جب میرے ہزار دل نوکر موجود ہیں ۔ تو پھر آپ کا سو نوکر رکھنا بے کار ہے ۔

خاقان ۔ اچھا تو میں پچاس ہی پر صبر کروں گا ۔

دل آرا ۔ یہ بھی زیادہ ہیں ۔

خاقان ۔ اچھا پچیس ۔

دل آرا ۔ یہ بھی بہت ہیں ۔

خاقان ۔ اچھا تو بیس

دل آرا ۔ اوہوں !

خاقان ۔ دس

دل آرا ۔ اجی ایک آدمی کافی ہے بس ۔

ماہ پارا ۔ اگر سچ پوچھو تو ایک کی بھی ضرورت نہیں ۔

خاقان ۔ او خدا ۔ او خدا ۔ اگر تیری ہی مرضی اِن لڑکیوں کے دل کو سخت بنا رہی ہے تو مجھے سہارا دے ۔ صبر کا یارا دے ۔ اوہ تم ۔ تم ۔ او ناخلف عورتو ۔ کیا تم یہ سمجھتی ہو ۔ کہ ظالم مظلوم کو ستا کر پھل پاتا ہے ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ نہیں ۔ دھوکا نہ کھاؤ ۔ خدا ٹھٹھوں میں نہیں اُڑایا جاتا ہے اُس کی لاٹھی بے آواز ہے ۔ اس کی چکّی چلنے میں سُست مگر پیسنے میں بہت جلد باز ہے ۔ میں اُسی کے پاس اپنی فریاد لیکر جاؤں گا ۔ میں اپنی چیخوں سے اُس کے قہر کو جگاؤں گا ۔ وہ بولے گا ۔ میں بلاؤں گا ۔ وہ سُنے گا میں سُناؤنگا ۔ او بیوقوف عورتو ! میں اپنے دل کے ٹکڑے کر دکھاؤں گا "

(خاقان دیوانہ وار سینہ پر ہاتھ مارتا اور دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھاتا ہے ۔ دل آرا اور ماہ پارا قہقہے مارتی ہیں ۔ ٹیبلو ۔ پردہ)

باب پہلا

پردہ چھٹا

خوابگاہ سعدان

(سعدان کا سوتے نظر آنا - بیرم کے سکھائے ہوئے دو قاتلوں کا سعدان کو قتل کرنے کے لئے آنا - پہریدار کا پہرہ دیتے نظر آنا - بیرم کا کھڑکی میں کھڑے ہو کر سیٹی بجا کر قاتل کو بلانا - قاتل کا بیرم کے اشارے سے سیڑھی لگا کر کھڑکی کی راہ سے مکان میں داخل ہونا - مکان کے اندر سے لوگوں کا شور مچانا - قاتل کا بغیر قتل کئے کھڑکی کی راہ سے فرار ہونا - پہریدار کا قاتل سے مقابلہ کرتے ہوئے مارا جانا - پرویز کا شور و غل سُن کر نیند سے بیدار ہو کر باہر آنا - پہرے دار کو مرے ہوئے دیکھ کر پرویز کا حیران ہونا - بیرم کا اپنے باپ سعدان کو یہ موقع دکھلانا - سعدان کا دیکھ کر حیران رہ جانا -)

ڈراپ

باب دوسرا

پردہ پہلا

جنگل پہاڑ

پرویز گانا - کاہے من تو سنکٹ سے گھبرایا - کاہے من تو سنکٹ سے گھبرایا

بدھ مانی ابھیمانی - گیانی - راجا اور رانی - سب ہی نے دُکھ پایا - کاہے من تو -

کیوں غافل بھولا - یہاں جو گل پھولا - آخر کو وہ مرجھایا - کاہے من تو -

(خود سے) کون جانتا ہے - کہ میں کون ہوں - کون جانتا ہے کہ اِس فقیرانہ لباس میں ایک دولت مند نواب کا نورِ نظر - لختِ جگر ہے - کون کہہ سکتا ہے کہ اِس پھٹی ہوئی گودڑی میں ایک امیر کا لال پوشیدہ ہے - چل پرویز چل اور اُس غریب خاقان کی مدد کر - اور وہ غلط الزام جس کی وجہ سے تو چھپا پھرتا ہے - وہ شرافت اور لیاقت سے دور کر -

گانا - دُنیا ایک مسافر خانہ ہے پیارے نہ من اٹکانا - دنیا ایک مسافر خانہ

سانج سمجھ کر آ ٹھہرے ہیں - بھور کو ہے جانا - دُنیا ایک مسافر خانہ

چن چن ماٹی محل بنایا - لوگ کہیں گھر میرا - نا گھر تیرا نا گھر میرا - چڑیاں رین بسیرا

مت للچانا - دل نہ لگانا ہری کا گن گانا - دنیا ایک مسافر خانہ

سعدان - کیوں بیرم

بیرم - جناب آپ نے مجھے کس کے پاس بھیجا تھا -

سعدان - ماہ پارا اور دل آرا کے پاس -

بیرم - نہیں بلکہ وحشی اور درندوں کے پاس -

سعدان ۔ کیوں۔ کیا تمہارا سمجھانا کچھ کارگر نہ ہُوا۔

بیرم ۔ حضور۔ اگر پتھر ہوتا تو پانی ہو کر بہہ جاتا۔ لوہا ہوتا تو پگل جاتا۔ مگر خدا جانے اُن ناخلف عورتوں کا دل کس چیز کا بنا ہُوا ہے۔ جو مطلق اثر نہ ہُوا۔

سعدان ۔ جاؤ۔ جاؤ۔ پھر جاؤ۔ اور انہیں لاکر اُس غریب کی مصیبتیں دکھاؤ۔ خُدا کی قسم اگر انہوں نے اُس غریب کی مدد نہ کی۔ تو وہ سردی اور طوفان سے پاگل ہو جائے گا۔ چلو۔ چلو۔ آنکھوں سے دیکھ کر تو اُنہیں رحم آئیگا۔ (خاقان کا دیوانہ وار آنا)

خاقان ۔ چھوڑ دے۔ چھوڑ دے۔ تو بھی مجھے چھوڑ دے۔ جا۔ جا۔ چلا جا۔

ارسلان ۔ خداوندا!

خاقان ۔ خوب برسو۔ خوب چمکو۔ ہوا۔ آگ۔ مٹی۔ پانی۔ اِن سب کو رشوت دے گئی ہے۔ یہ سب میری بیٹیوں سے مِل گئے ہیں۔ جا۔ جا۔ تو بھی اُن سے مِل جا۔

ارسلان ۔ حضور برف گر رہی ہے۔

خاقان ۔ گرنے دے۔ گرنے دے۔ چل اے ہوا خوب زور سے چل۔ اے بادلو! اتنی شدت سے برسو کہ پہاڑوں کی چوٹیاں۔ محلّوں کے گنبد۔ قلعوں کے مینار۔ یہ سب نذرِ آب ہو جائیں۔

ارسلان ۔ ایسی اولاد پر لعنت ہو۔ جس کے دل میں ایسا زہریلا مادّہ پیدا ہو جاتا ہے۔

خاقان ۔ ہاں۔ اور اُس باپ پر بھی لعنت ہو جو اپنے نطفے سے ایسی ناخلف اولاد پیدا کرتا ہے۔ اور اُس ماں پر بھی لعنت ہو۔ جو اپنی چھاتیوں کا دُودھ پلا پلا کر دُنیا کی مصیبتوں کو بڑھاتی ہے۔ اور اُس محبّت پر بھی لعنت ہو جو ایسے زہریلے دانت والے کتّوں کو پالتی ہے۔

پرویز ۔ ہائے کیسی اچھی طبیعت برباد ہو گئی۔

خاقان ۔ اے شاہی شان و شوکت تو ان تکلیفوں کو برداشت کر۔ اگر تم سردی اور

طوفان میں نہ پڑتے۔ تو خدا کے قہر و غضب سے نہ ڈرتے! اگر مصیبت امیروں کے سر نہ ہوتی۔ تو خدا کے غریب بندے کس تکلیف سے دن گزارتے ہیں۔ یہ تجھے مطلق خبر نہ ہوتی۔

پرویز۔ حضور کسی پناہ کی جگہ چلئے۔

خاقان۔ ایسی جگہ تو صرف قبر ہے۔ مگر نہیں قبر میں بھی پناہ نہیں۔ وہاں بھی پہلے ہزاروں من خاک کے نیچے دباتے ہیں۔ پھر کیڑے آکر کھاتے ہیں۔ اس کے بعد گوشت سڑتا ہے۔ جسم بگڑتا ہے۔ ہڈیوں کو مصیبت کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ کچھ پستی ہیں۔ کچھ گلتی ہیں۔ کچھ کھاد ہوتی ہیں۔ اور اِس پر بھی جو بچ رہیں۔ وہ جنگلی جانوروں کی ٹھوکروں سے برباد ہوتی ہیں۔

ارسلان۔ صبر کیجئے۔ میرے آقا۔ میرے مالک۔ میرے شہنشاہ۔ میرے خداوندِ نعمت۔

خاقان۔ چپ۔ جھوٹا۔ خوشامدی۔ گمراہ۔ وہ شخص جس کی زندگی غریبوں کے قبرستان کی طرح تاراج ہے۔ اُس مفلس فقیر آدمی کو تو شہنشاہ بتاتا ہے۔ آہ یہی لفظ تھے جنہوں نے مجھے دھوکا دیا۔ انہی۔ انہی تعریفوں سے بیٹیوں نے مجھے لوٹ لیا۔ تو کیا اب تو بھی خوشامد کر کے مجھے لوٹنا چاہتا ہے۔ اب میرے پاس کیا ہے۔ ہاں ہے۔ یہ سڑا ہوا۔ چیتھڑا جو میں نے اپنے کفن کے لئے بچا رکھا ہے۔ یہ بھی نہ بچاؤں گا۔ ننگا ہی دُنیا میں آیا تھا اور ننگا ہی دنیا سے جاؤں گا۔ لے آ۔ اُتار۔ اُتار۔ (جامہ کو تار تار کر ڈالتا ہے)

سعدان۔ پروردگار۔ پروردگار! (ماہ پارا آتی ہے)

خاقان۔ خبیث۔ چڑیل۔ مُردار۔ جا۔ جا۔ چلی جا۔ تو اپنی راحت کی دُنیا چھوڑ کر ہم غریبوں کی دُنیا میں کیوں آئی ہے۔ سو۔ سو۔ آرام کے محلوں میں سو۔ پھولوں کی سیجوں پہ سو۔ عیش کی بادہ دریوں میں سو۔ اور یہاں تک نیند میں سرشار ہو۔ کہ خدا کا قہر جس کو میں اپنی چیخوں سے جگا رہا ہوں۔ ایک دم بیدار ہو۔ بیدار ہو۔ بیدار ہو۔

سعدان - دیکھیئے - دیکھیئے - کیا یہ صورت کسی سے دیکھی جا سکتی ہے - کیا کسی شخص کی ایسی ابتر حالت آپ کے وہم و گمان میں آ سکتی ہے -

ماہ پارا - اگر یہ آنکھیں ہیں تو اِس شخص کی اِس سے بھی زیادہ بد تر حالت دیکھوں گی - اور تُم بھی دیکھو گے -

سعدان - نہ فرمایئے - نہ فرمایئے - وہ باتیں جو رنج اور افسوس سے ایک غیر مرد نہیں کہہ سکتا - آپ بیٹی ہو کر نہ فرمایئے - اور اگر ایسا ہونیوالا بھی ہے تو آپ کا فرض ہے کہ خود بھی رحم کھائے اور خدا سے بھی رحم کی درخواست کیجئے -

ماہ پارا - ایسے ضدی شخص پر رحم کرنے یا رحم چاہنے کی کوئی ضرورت نہیں -

سعدان - ضرورت نہیں - یہ جواب تو کچھ با حجت نہیں - کیوں حضور جب آپ کبھی لڑکپن میں کھیلتے کھیلتے گر پڑتی تھیں - تو کیا بادشاہ سلامت دایا سے یہی کہتے تھے - کہ کوئی ضرورت نہیں نہ اٹھاؤ - جب آپ بچپن میں بھوک سے بلبلاتی تھیں - تو کیا اعلے حضرت ملکۂ عالم سے یہی کہا کرتے تھے - کہ ابھی ضرورت نہیں - دُودھ نہ پلاؤ - نہیں - نہیں - واللہ اگر کسی وقت آپ کا حال ذرا بھی نزع دگر ہو جاتا تھا - تو وہی نورانی چہرہ جسے آپ چیلوں اور گدھوں سے نچوانا چاہتی ہیں - روتے روتے آنسوؤں سے تر ہو جاتا تھا "

ماہ پارا - یہ سب یاد دلانا بالکل واہیات ہے -

سعدان - بڑے افسوس کی بات ہے - کہ یہ درخت جس میں نہ انسان کی سی عقل و دانائی ہے - اور نہ کسی نے انہیں محبت اور اطاعت سکھائی ہے - پھر بھی یہ اپنے باغبان کے کام آتا ہے - یعنی اپنے پھولوں سے اُس کا دماغ معطر بناتا ہے - اپنے پھل اس کو کھلاتا ہے - اپنے سایہ میں سلاتا ہے - مگر آپ اپنے باپ کے ساتھ - جس نے آپ کو ماں کی طرح سنبھالا - گودیوں میں پالا - رات کو دن - اور دن کو رات کر ڈالا - ذرا

بھی سلوک کرتے ہیں خوش نہیں ہیں - اگر خدا - اِن درختوں میں زباں پیدا کر دے - تو
کیا یہ نہ کہیں گے - کہ انسان سے بڑھ کر احسان بھول جانیوالا محسن کش کوئی نہیں ہے -

ماہ پارا - سعدان! درخت تو نہیں کہتے - بلکہ ان کی آڑ میں تم کہتے ہو -

سعدان - ہاں اگر میں ہی کہتا ہوں - تو سچ کہتا ہوں -

ماہ پارا - میں تمہاری باتوں سے نفرت کرتی ہوں -

سعدان - اور آپ کی باتوں سے خدا نفرت کرتا ہے -

ماہ پارا - ادب سیکھو!

سعدان - نیکی سیکھو -	ماہ پارا - انسان بنو
" - مہربان بنو	" - میرا رتبہ جانو
" - اپنے باپ کا مرتبہ پہچانو -	" - زباں آرائی نہ کرو -
" - اپنے پالنے والے سے بُرائی نہ کرو -	" - دیکھو یہ جان جانے کا قرینہ ہے -
" - مالک پر جان دینا وفاداری کا جینا ہے -	" - پچھتانا ہوگا -
" - دوزخ میں جانا ہوگا -	" - یہ گستاخی
" - یہ بے رحمی	" - عقل اور ایسی بدتر -
" - دل - اور ایسا پتھر	

ماہ پارا - دیکھو سعدان - میری مہربانیوں کو حقیر نہ جانو - ایسے بیہودہ دماغ رکھنے والے سر فوراً اڑا دیئے جاتے ہیں - میں پھر تم سے کہہ دیتی ہوں - کہ اگر تم نے میرا ساتھ نہ دیا - تو اس چوراہے پر پھانسی پاؤ گے - جہاں شہر کے آوارہ کتے گولی سے مار دیئے جاتے ہیں -

سعدان - میری زندگی اُسی کے لئے ہے - اور میری موت بھی اُسی کے لئے ہوگی - میری ہستی جب تک اس بستی میں بستی ہے - اپنی عمر کے ہر ایک گھنٹے کو اسی کی یاد میں مبارک بنائے گی - اور میری روح جب تک اِس جسم میں ہے - اپنی رگوں کے تار پر اُس کی محبت کا گیت

گا ئیگی - اُس وقت بھی - جب کہ ظالم خنجر میرا گلا ریت رہا ہوگا - میرے خون کی ہر ایک دھار
اُسی کے قدموں کی طرف بہہ کر جائے گی -

ماہ پارا - بیرم - تم نے دیکھا -

بیرم - میں افسوس کرتا ہوں -

ماہ پارا - دیکھو - بیرم - اگر تم نے میرے باپ کی مجھ سے سفارش کی - تو میں تم سے بھی ناراض
ہو جاؤں گی -

شوہر ماہ پارا - (سائڈ میں) کون - ماہ پارا - اور بیرم -

بیرم - اے میرے دل کی روشنی - تو مجھ سے اپنی محبت واپس نہ لینا - اگر تو اپنا یہ روشن
چہرہ چند لمحے کے لئے اِدھر سے اُدھر پھیر لے گی تو میرے خوشی کے دِن کو فوراً غم کی
تاریکی گھیر لے گی -

ماہ پارا - دیکھو بیرم - میں تم کو چاہتی ہوں - اور محبت کرتی ہوں -

شوہر ماہ پارا - (سائڈ میں) محبت کرتی ہوں - اور چاہتی ہوں - اوہ خدا یہ میں کیا دیکھ
رہا ہوں - اے آسمان تو کیوں اِن پر نہیں گر پڑتا - اے زمین تو اِن گنہگاروں کو
کیوں نہیں نگل جاتی -

ماہ پارا - پیارے بیرم - کاش میرے شوہر کی زندگی پر موت فتح پاتی -

شوہر ماہ پارا - اوہ ! شرم - ذلت ہے - تجھ پر ! لعنت ہے تجھ پر ! یہ بد ذاتی - یہ بد صفاتی -

بیرم - ار ر ر ر - غضب ہوگیا - (ماہ پارا کے شوہر اور بیرم کا سامنا ہوتا ہے)

ماہ پارا - مار - مار - کیوں ڈرتا ہے - کیوں گھبراتا ہے - ایک وار میں ہمیشہ کے لئے جھگڑا پاک ہوا جاتا ہے -

شوہر ماہ پارا - کمینے ! خبیث - کتے - آ - آ - آ -

ماہ پارا - بیرم - مار - کیا دیکھتا ہے -

شوہر ماہ پارا - اوہ خدا - انصاف - (وار کرتا ہے بیرم گرتا ہے)

ماہ پارا - کیوں بیرم - کیا ہوا -

بیرم - کچھ نہیں - ذرا میرا پاؤں پھسل گیا تھا - ورنہ میں خوب مزا چکھاتا -

(دونو لڑتے ہیں - ٹیبلو - پردہ)

باب دوسرا

پردہ دوسرا

کومک (مکان بغلول)

گلدم گانا - جیا ترسے بدریا برسے سکھی دن کیسے کٹیں گے بہار کے - جیا جائے گھبرائے -

کیسے جوبن دکھاؤں اُبھار کے - ہائے - جیا ترسے بدریا برسے -

بھنورا گونجے ڈالی ڈالی - بولے کوئل کالی - سیجیا خالی پیا نہیں آئے ہائے کیسے رہوں

جیا مارکے جیا ترسے - (بغلول آتا ہے)

بغلول - یا اللہ چار انڈوں کیلئے بارہ بجا دیئے - ہائے ہائے - اُس کمبخت کو اتنا بھی نہیں

معلوم - کہ ایک اللہ کا بندہ بھوک سے بلبلا رہا ہوگا - آخر کیا ہوا - کہیں نہیں آیا - کیوں

اتنی دیر لگائی -

گلدم - اے حضور کون

بغلول - وہی گلخیرو - حماقت کا پتلا - کاٹھ کا اُلو - وحشی - جنگلی - پہاڑی -

گلدم - توبہ - توبہ - آدمی ہے - یا حماقت کی ڈاک گاڑی -

بغلول - واللہ - اگر میری حکومت ہوتی - تو کمبخت کو ٹکٹکی سے باندھکر گولی مار دیتا -

گلدم - اے حضور کون -

بغلول - نہیں تو میرے پلیسوں سے کسی افیون کے سٹے میں داؤ لگاتا ہوگا - یا کسی مداری کے اکھاڑے میں کھڑا تماشہ دیکھتا ہوگا - ابے آ - نہیں آیا - ابے آ - ہاں آیا یا - اچھا بچہ آ -

گلخیرو - ایک - دو - تین - چار - پانچ - چھ - سات - آٹھ - نو - دس - گیارہ - بارہ -

بغلول - آیا - آیا - کیوں بے مرغی کے انڈے لایا -

گلخیرو - اجی انڈے کیا خاک لانا - یہاں تو حساب ہی سمجھ میں نہیں آتا -

بغلول - ابے کونسا اتنا بڑا حساب تھا - جو تو بھول گیا - کیا میرا اتنی دیر بھیجا کا دھنا فضول گیا -

گلخیرو - اچھا جناب آپ نے کتنے انڈے منگوائے تھے -

بغلول - ہم نے انڈے منگوائے تھے چار -

گلدم - تیرا نکلے اچار -

گلخیرو - تو اب دیکھئے گھوٹالہ سرکار -

بغلول - ابے مرتا کیوں ہے چمار - اٹھ کے حساب بتا -

گلخیرو - اچھا نو درجن کے کتنے انڈے ہوئے جناب -

بغلول - درجن کے - درجن کے انڈے ہوئے بیس -

گلدم - واہ - کیا حساب جوڑتا ہے مرا خبیث - اجی حضور - درجن بیس کی نہیں کہلاتی -

بغلول - تو

گلدم - درجن بارہ کی کہلاتی ہے - بارہ کی

بغلول - بارہ کی - تو اچھا بارہ کی سہی - آگے بتا

گلخیرو - اچھا جناب - درجن کے ہوئے بارہ - اور پیسے ٹھہرے اٹھارہ - اٹھارہ کو بارہ میں ڈالا - اور بارہ کو اٹھارہ سے نکالا تو کتنے بچے جناب والا -

بغلول - ابے خبیث - یہ گھوٹالہ نکالا - میں نے تجھے بندھی ہوئی اٹھنی دی تھی - بندھی ہوئی -

گلخیرو - تو اٹھنی کا حساب تو میں نے بتا دیا -

بغلول ۔ ابے رہنے دے یہ جھیلے ۔ لا میری اٹھنی ورنہ ابھی کئے دیتا ہوں انجر پنجر ڈھیلے ۔

گلخیرو ۔ ہہ ۔ ہہ ۔ ہہ ۔ کیوں جانی ۔ دیکھی میری حساب دانی ۔

گلدم ۔ توبہ ۔ توبہ ۔ یہ اٹھنی ہضم کرنے کے لئے اتنی چخ چخ لگائی تھی ۔

گلخیرو ۔ تو اور کیا کرتا ۔

گلدم ۔ کیوں ۔ یہ اکیلے ہی اکیلے مال اڑاتا ۔

گلخیرو ۔ اب کو جو ہاتھ صاف کروں گا ۔ تو تم بھی میرے ساتھ آنا ۔

گانا گلدم ۔ بنوا دو پیا موہے بہاری ۔ کوئی ریشم کی چولی ساڑھی

گلخیرو ۔ تجھے ساڑھی بنا دوں گا بہاری

گلدم ۔ جس میں ٹانکا ہو گوٹا کناری

گلخیرو ۔ پھر تو ہو گی بہار

گلدم ۔ نیا ہو گا نکھار ۔ موہے ریشم کی چولی ساڑھی ۔

گلخیرو ۔ گورے ہاتھوں میں چوڑی ہو کالی ۔

گلدم ۔ اور کانوں میں سونے کی بالی ۔

گلخیرو ۔ ابھی لاؤں سنار ۔

گلدم ۔ ہاں ۔ ہاں ۔ جاؤ بازار ۔ موہے ریشم کی چولی ساڑھی ۔

گلخیرو ۔ اوں ۔ ہوں ۔

گلدم ۔ ایں ۔ ہیں ۔

کرڑک ۔ آداب عرض ہے ۔ آداب ۔

پھڑک ۔ تسلیمات عرض ہے ۔ تسلیمات ۔

کرڑک ۔ ہیں ۔ یہاں تو کوئی نہیں ۔ کس نالائق کو آواز دوں ۔

پھڑک ۔ مکان میں تو گدھے لوٹ رہے ہیں ۔

کڑک ۔ کوئی ہے
پھڑک ۔ بولو
گلچھر و ۔ ہیں ۔ یہ کون آیا ۔ کیا آپ نے بُلایا ۔
پھڑک ۔ اچھا آدمی معلوم ہوتا ہے ۔
کڑک ۔ عجب نہیں کہ اِس کا باپ بھی اچھا ہو ۔
پھڑک ۔ اور عجب نہیں کہ اِس کی ماں بھی اچھی ہو ۔
کڑک ۔ اور عجب نہیں کہ اِس کی بیوی بھی اچھی ہو ۔
گلچھر و ۔ ہیں ۔ یہ آدمی ہیں یا بیدُم کے لنگور ۔ کیا آپ نے یاد فرمایا ۔ حضور ۔
پھڑک ۔ جب تک مجھے تمہارا نام نہیں معلوم ہو گا ۔ تب تک میں تمہیں دوست ہی کہونگا ۔
گلچھر و ۔ حضور کی عنایت ہے ۔
کڑک ۔ عنایت ۔ عنایت تو میرے سالے کا نام ہے ۔
گلچھر و ۔ باپ رے ۔
پھڑک ۔ اچھا جاؤ ۔ اور اِس مکان کے مالک مرزا طرّم کو بلا لاؤ ۔
گلچھر و ۔ جناب وہ تو یہاں نہیں ہیں ۔
کڑک ۔ نہیں ہیں ۔ کیوں نہیں ہیں ۔
گلچھر و ۔ ان کی خوشی
کڑک ۔ خوشی کی ایسی کی تیسی ۔
پھڑک ۔ ہم جو اٹھارہ کوس سے چل کر یہاں ملنے آئے ہیں تو کہاں جائیں ۔
گلچھر و ۔ اجی قیام کی فکر تو بے سود ہے ۔ اگر آپ کے دوست مرزا طرّم نہیں ۔ تو
ان کا ایک خاص ملازم تو موجود ہے ۔
پھڑک ۔ ابے یہ تو اُس کا فرض ہے کہ ہمیں آرام پہنچائے ۔

گلخیرو۔ اگر آپ حکم دیں تو بندہ ابھی بلا لائے۔

کرٹک۔ ضرور

پھرٹک۔ بالضرور

گلخیرو۔ مگر دو باتیں سن لیجئے۔ جناب۔ اور حضور۔ اوّل تو وہ شخص مزاج کا ہے جھکی۔
دوسرے ذات کا بھانڈ ہے۔ اس لئے اپنا عیب چھپانے کیلئے شریفوں کی سی وضع بنا رکھی ہے۔

کرٹک۔ ہیں بھانڈ ہو کر شریف بنتا ہے۔ لاؤ تو خبیث کو۔

گلخیرو۔ ابھی لاتا ہوں۔ ابلیس کو۔

پھرٹک۔ اُوں ہوں۔

کرٹک۔ ایں۔ ہیں۔

لغلول۔ کیا یہ وہی ہیں۔ جو اپنے سوا تمام شریفوں کو بھانڈ سمجھتے ہیں۔

گلخیرو۔ جی ہاں

لغلول۔ آیئے جناب محترم۔ عجب اُلّو کے پٹھے ہیں۔

گلخیرو۔ وہ تو میں نے پہلے ہی عرض کیا تھا۔ کہ واقعی اُلّو کے پٹھے ہیں۔

لغلول وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے۔
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں۔

گلخیرو۔ اجی جناب انہوں نے سنا نہیں ذرا زور سے کہیئے۔

لغلول۔ عجب بیوقوف ہیں۔ ؎ وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم ان کو کبھی اِس چپٹ کو دیکھتے ہیں

کرٹک۔ کیوں دوست۔ یہ بھانڈ تو کوئی شاعر معلوم ہوتا ہے۔

گلخیرو۔ جی ہاں۔ یہ ایک بھٹی جیرناٹک میں منشی رہ چکا ہے۔ اوہ میرے باپ کے باپ اتنے نوٹ

پھرٹک۔ اچھا جناب آپ کا نام نامی۔ اسم گرامی۔

بغلول - شیخ بغلول -
کرڑک - باپ کا نام
بغلول - ابنِ بہلول
پھرڑک - اور آپ کے دادا کا نام
بغلول - کشکول
کرڑک - اور آپ کی ماں کا نام
گلخیرہ - پھٹی ہوئی ڈھول
بغلول - ابے چپ - ورنہ مار دوں گا پستول
کرڑک - اچھا جناب شیخ بغلول
پھرڑک - ابنِ بہلول
گلخیرہ - بنتِ تارکول
بغلول - ابے چپ تو بیچ میں نہ بول - نہیں جناب کشکول
پھرڑک - ہاں جناب میں نے سُنا ہے -
بغلول - آپ نے کیا سُنا ہے میری تعریف سُنی ہوگی -
پھرڑک - آپ دادرا بہت اچھا گاتے ہیں -
بغلول - دادرا - یہ آپ کیا فرماتے ہیں -
پھرڑک - ہاں - ہاں کچھ گنگنایئے نا مہربان
بغلول - ہیں - میں اور گنگناؤں
کرڑک - اچھا تو میں گاؤں -
بغلول - ہاں - بک بھئی - تو ہی بک
گانا کرڑک پھرڑک - سیاں لگائے دو نیناں میں دیکھ آئی، سیاں دو نیناں میں دیکھ آئی -

سیّاں کا طوطا برانڈی پوت ہے ؎ بیوڑا پیئے موری مینا میں دیکھ آئی
سیّاں کا طوطا موتی جگت ہے ؎ ہیرا چگے موری مینا میں دیکھ آئی

بغلول۔ بس جناب بس۔ دل لگی نہ کیجئے۔

کڑک۔ ارے یار۔ میاں بھانڈ کو تو غصہ آگیا۔

گلخیرو۔ ذرا اور بنایئے

پھڑک۔ اچھا جناب۔ کچھ کھانے کو تو منگوایئے۔

بغلول۔ کھانا۔ یہاں کوئی ہوٹل یا بھٹیار خانہ ہے۔ پیسے دو تو منگوا دیتا ہوں۔

کڑک۔ پیسے ہاں لیجیئے پیسے۔ یا پروردگار۔ نوٹ غائب۔

پھڑک۔ اور یہ کہا۔ تماشہ کا اشتہار

بغلول۔ یا اللہ اب کیا کروں۔ یہ کمبخت تو گلے پڑنا چاہتے ہیں۔

گلخیرو۔ جناب ہم تو یہاں صرف دو آدمی ہیں اگر آپ کو شک ہے تو ہماری تلاشی لے لیجئے۔
جناب بغلول صاحب آپ بھی اپنے کپڑے دکھا دیجئے۔

بغلول۔ ہاں۔ لیجئے۔ کیا ہم کوئی چور ہیں۔ ڈر اس کو جو چور ہو۔

کڑک۔ کیوں بلے یہ کیا۔

پھڑک۔ بھانڈپن چھوڑا۔

کڑک۔ اور لیا چوری کا دھندا۔

بغلول۔ خداوندا۔ اجی بندہ تو بالکل بے تقصیر ہے۔

پھڑک۔ تو پکا شریر ہے۔

لیلےٰ۔ گلخیرو۔ او گلخیرو۔

کڑک۔ دوست یہ کون

گلخیرو۔ جناب یہ اُسی چھوٹے بھانڈ کی لڑکی ہے۔

لیلے۔ گلخیرو۔ او موئے گلخیرو۔

کڑاک۔ اوہو۔ اُدھر کیوں کھڑی ہو۔ ذرا اِدھر تو آؤ!

لیلے۔ عجب اُلو ہیں۔

گلخیرو۔ اب دیکھئے دل لگی۔ اگر طرم آیا ہو۔ تو اُسے بُلا کر لاتا ہوں۔

کڑاک۔ باتیں کیوں کرتی ہو اتنی۔ ہائے ہائے عورت ہے یا تو رتن کی چٹنی۔

لیلے۔ پرائی عورتوں سے مذاق کرتے تمہیں شرم نہیں آتی۔ کوئی آوارہ سمجھے ہو یا پیشے والی۔

کڑاک۔ واہ۔ واہ پیاری خوب شریف عورتوں کی نقل اُتاری۔

لیلے۔ دیکھو۔ ایسی حرکتیں کروگے۔ تو پچھتانا ہوگا۔ اور فوراً اس مکان سے نکل جانا ہوگا۔

طرم۔ بیشک نکل جانا ہوگا۔ اور ایک دم نکل جانا ہوگا۔

کڑاک۔ سارے یار طرم۔ تو ہمارے مزے میں خلل ڈالنے کہاں سے آگیا۔

طرم۔ چپ بدمعاش مُنہ بند کر۔ میرا دوست ہو کر۔ میری بہو سے مذاق۔

کڑاک۔ تو کیا یہ تمہاری بہو ہے۔

گلخیرو۔ اور کیا تمہاری خالہ ہے یا نانی

کڑاک۔ ابے حرام زادے تو نے ہی تو اس چھوٹے بھانڈ کی لڑکی کہکر ہمیں دھوکے میں ڈالا۔

طرم۔ کیا اسی نے کہا۔ لگاؤ۔ لگاؤ۔ جوتے لگاؤ۔

لیلے۔ اس طرح نہیں بوریئے میں بند کر کے جوتے لگاؤ۔

گلخیرو۔ ارے میاں، زندہ آدمی کو کیوں ٹاٹ کا کفن پہناتے ہو۔

کڑاک۔ ارے نالائق میرے پاؤں کو کاٹ ڈالا۔

طرم۔ ٹھہر۔ اگر تو زندہ ہے۔ تو ہم تجھے مردہ بناتے ہیں۔

بغلول۔ یا اللہ آخر وہ نوٹوں کی گڈی میری جیب میں آئی تو کیونکر آئی۔ یا اللہ

گلخیرو۔ کون میاں بغلول۔

بغلول ۔ کون گلخیرو ۔ ارے پیپے ہیں ہیں اور تو ۔ ہہ ۔ ہہ ۔ ہہ ۔ ہہ

گلخیرو ۔ اجی بھاگ گئے ۔ بھاگ گئے ۔ سر پر پاؤں رکھکر بھاگ گئے ۔

بغلول ۔ کیوں ۔ کیوں

گلخیرو ۔ اجی وہی مجاور تم کو گرفتار کرانے کے لئے پولیس بلانے گئے ہیں ۔

بغلول ۔ ارے بھئی پولیس کو بلانے کیوں گئے ہیں ۔

گلخیرو ۔ اجی ان نوٹوں کی تحقیق کیلئے ۔ اسلئے بھاگ گئے ہیں نے اپنے آپکو پیپے میں چھپایا ہے ۔ آپ کھڑکی سے کودکر بھاگ گئے ۔

بغلول ۔ یا اللہ اب تو بڑی ہوگی رسوائی ۔ ارے یار کھڑکی تو بہت اونچی ہے ۔ مجھے بھی اسی پیپے میں چھپالے ۔

گلخیرو ۔ اجی میاں یہ کیا کرتے ہو ۔ میرے ساتھ اپنا سر کیوں پھوڑتے ہو ۔

بغلول ۔ دیکھ بھئی ہم بڈھے ہیں ہم ضعیف ہیں ہم ہاتھ جوڑتے ہیں تیرے پاؤں پڑتے ہیں ہم تیرے لڑکے کو سبق پڑھائینگے

گلخیرو ۔ ارے مرے تمہارا لڑکا ۔ اچھا تو آپ مجھ ہی کو پھسانا چاہتے ہیں ۔ خیر تو میں کوئی اور دیکھتا ہوں ٹھکانا ۔

بغلول ۔ اوہ بھائی ۔

گلخیرو ۔ مرے تمہارا بھائی ۔

بغلول ۔ ذرا باندھنا تو زور سے کس کے ۔

گلخیرو ۔ بیٹا اب پڑے رہو اسی دل دل میں پھنس کے ۔

بغلول ۔ جل تو ۔ جلال تو ۔ آئی بلا کو ٹال تو ۔

ظرم ۔ اوہو ۔ کمبخت کیا مزے سے بیٹھا ہے ۔ ابے بولتا نہیں ہے مسٹنڈے

کڑک ۔ اجی لاتوں کا بھوت کبھی باتوں سے بھی مانتا ہے ۔

ظرم ۔ تو پھر ۔

کڑک ۔ لگاؤ ۔ ڈنڈے

بغلول ۔ ارے دادا ۔ ارے بابا ۔ ارے بھائی

ظرم ۔ ٹھہرو ۔ ٹھہرو ۔ اس میں تو بغلول کی آواز آئی ۔

بغلول ۔ ارے میں نے نوٹ نہیں چرائے۔
کرٹک ۔ ارے تو نے ہی چرائے ہیں۔ (دونو جھگڑتے ہیں)

(سین ختم)

باب دوسرا
پردہ تیسرا
پہاڑی جنگل

سعدان ۔ آخر کمبختوں نے اپنے باپ کو پاگل بنا دیا۔
بیرم ۔ کیسی وحشی ۔ اور ناخلف اولاد ہے۔
سعدان ۔ خیر خدا کا قہر ۔ زارا کی شکل میں بدل کر آیا ہے ۔ وہی ان سے پورا ۔ پورا انتقام لے گی!
بیرم ۔ مگر بادشاہ سلامت اب کہاں ہیں۔
سعدان ۔ قلعہ میں ۔ میں نے زارا کے پاس بھجوا دیا ہے ۔ دیکھو بیرم ہم پر بادشاہ کا حق ہے
اور وہ حق اس طرح سے ادا ہو سکتا ہے کہ ہم تم اور جو اور یہ حق ادا کرنا چاہتے ہیں۔
وہ سب مل کر ان کی مدد کریں!"
بیرم ۔ درحقیقت جناب شرافت تو اسی بات کی تائید کرتی ہے۔
سعدان ۔ اچھا ۔ انہوں نے اپنی فوج کا سپہ سالار کس کو بنایا ہے ۔ ایک تو تم ہو اور دوسرا
بیرم ۔ طرّم ۔
سعدان ۔ تم تو میرے بیٹے ہو ۔ اس لئے وہی کرو گے ۔ جو باپ کی مرضی ہو گی ۔ اب رہا طرّم ۔
اسے میرا یہ خط لے جا کر دکھا دو۔
بیرم ۔ (سائڈ میں) اب یہ خط حرف بحرف ۔ ماہ پارا ۔ اور دل آرا کو جا کر سناتا ہوں۔

چل بیرم چل - اسی طرح بوڑھوں کی بیوقوفی سے جوان عقلمندوں کا فائدہ ہوتا ہے -

گانا بیرم - میں آفت کا پرکالہ ہوں - میں ڈسنے والا کالا ہوں - میں پھندا - پھانسہ - حیلہ - جھانسہ لاکھوں حکمت والا ہوں - میں آفت کا پرکالہ - ہے

سب سو گئے ہیں جب سے میرا فریب جاگا ٭ شیطان تھا فریبی پر اُس کی دم میں دھاگا

وہ چال کی کہ وہ بھی لاحول پڑھ کے بھاگا - ہر دم میرے یہ بلبلے ہیں یہ سب سیانے

مجھے ہلتے ہیں - دُنیا سے چلتا - سب کو چھلتا - قاتل سم کا پیالہ ہوں - میں آفت کا پرکالہ (جانا)

(خاقان، ارسلان اور سعدان کا آنا)

سعدان - افسوس - غریب پھر جنون کے جوش میں قلعہ سے باہر نکل آیا -

خاقان - ہمیں نہیں جانتا ہمیں نہیں پہنچانتا - ہم بادشاہ ہیں - ہمیں سکہ چلانے کیلئے کیوں سزا دے رہا ہے - پیرویز - ہائے کیسی اچھی طبیعت برباد ہوگئی "

خاقان - غریبوں کے عیب زیادہ ظاہر ہوتے ہیں - امیروں میں اُن سے بڑھکر برائیاں ہوتی ہیں - لیکن ان کی زرق برق پوشاک میں چھپی رہتی ہیں -

سعدان - خدا اُن ظالموں کو بھی یونہی برباد کرے - حضور -

خاقان - ہیں یہ آواز کہیں سُنی ہے - میں نے تم کو اور ان کو کہیں دیکھا ہے -

سعدان - حضور میں آپ کا غلام ہوں -

ارسلان - سعدان ایسی حالت تو ایک غریب شخص کی بھی نہیں دیکھی جاسکتی -

سعدان - اب میری آنکھیں آنسو بنکر بہہ جائیں گی -

خاقان - ہیں - تو روتا ہے - اگر تجھے ہماری قسمت پر رونا ہے تو ہماری آنکھیں لے اور صبر کر - ہم بھی جب اس تماشہ گاہ میں آئے تھے - تو یونہی رویا کرتے تھے - تو نے اس تماشہ گاہ میں کوئی گانا سیکھا ہے -

ارسلان - حضور ایک زندگی کا نوحہ یاد ہے -

خاقان - سُنا

گانارسلان - کہہ رہا ہے آسماں یہ سب سماں کچھ بھی نہیں // پیس دونگا ایک گردش میں جہاں کچھ بھی نہیں
جس جگہ تھا جم کا جلسہ اور خسرو کا محل // چند قبروں کے سوا اب تو وہاں کچھ بھی نہیں

خاقان - یہی ہے یہی ہے - سپاہیو اسے پکڑ لو - حاکم صاحب اس کی دو بکاری کھیجئے میں جھوٹ نہیں کہتا - اس کا نام ماہ پارا ہے - اس نے اپنے بوڑھے باپ کو ٹھوکروں سے مارا ہے - ہیں تو چپ کیوں ہو گیا -

گانارسلان - تخت والوں کا پتہ دیتے ہیں تختے گور کے // کھوج ملتا ہے یہاں تک بعد ازاں کچھ بھی نہیں

خاقان - دیکھیئے - دیکھیئے - وہ دوسری بھی آئی - اس کا نام دل آرا ہے - اس کی بگڑی ہوئی شکل سے - اس کی طبیعت کی بُرائی آشکارا ہے - ہیں - کیا وہ بھی بھاگ گئی - ابھی تو کچھ گا رہا تھا -

گانارسلان - گونجتے تھے جنکے ڈنکوں سے زمین و آسماں // چپ پڑے ہیں قبر میں اب ہوں نہ ہاں کچھ بھی نہیں -

خاقان (دیوانہ وار) کچھ نہیں - کچھ نہیں - انصاف کو روپیوں نے خرید لیا ہے - حاکموں کو رشوت دی گئی ہے - اوہ تم سب ڈاکو ہو - سب دغاباز ہو -

زارا - یہ ہیں - سنبھال لو - لے چلو -

خاقان - چھوڑ دو - مجھے چھوڑ دو - ارے کوئی بچانیوالا نہیں - کوئی میرے حال پر ترس کھانیوالا نہیں -

زارا - آپ قلعے میں تشریف لے چلیئے - ہندی آپ کی خدمت کریگی -

خاقان - مجھے مت چھیڑو - میں ایک بیوقوف بوڑھا شخص ہوں - میری عمر ساٹھ سے بھی زیادہ ہے - مجھے بیوقوف سمجھ کر ہنسنا نہیں - میں جانتا ہوں - کہ تو میری بیٹی زارا ہے -

زارا - جی ہاں - میں وہی ہوں - آپ مجھے دُعا دیجئے -

شوہر زارا - لایئے میں آپکے ہاتھ کو بوسہ دوں -

خاقان - اسے دھو ڈالو اس میں فنا کی بو آتی ہے - ارے تم سب نہیں ہنسے نہیں

جھوڑنتے۔ او ہ بیوقوفو ہم لڑکر مر جائیں گے۔ مگر تمہاری اطاعت کبھی نہ کریں گے۔ ہم بادشاہ ہیں۔ پکڑلو۔ باندھ لو۔

زارا۔ افسوس اولاد نے باپ کی طبیعت کس قدر بدل دی۔

شوہر زارا۔ ایسی حالت میں انسان کا پاگل ہو جانا کچھ تعجب نہیں۔

زارا۔ مگر تعجب تو یہ ہے کہ اب تک زندہ کیونکر رہے۔

سعدان۔ حضور۔ اب اِن کی ایسی نگرانی کیجئے۔ کہ قلعے کے باہر نہ آنے پائیں۔ کیونکہ جب سے آپ نے اِس سرحدی قلعے پر قبضہ کیا ہے۔ اُس وقت سے دُشمن کی سپاہ چاروں طرف پھرا کرتی ہے۔

شوہر زارا۔ اب وہ ایک اِنچ زمین بھی مجھ سے واپس نہیں لے سکتے۔ مجھے اپنی باقی فوج کا انتظار ہے۔ پھر یہ قلعہ تو کیا ان کو اپنے بچے ہوئے مُلک کا بھی بچانا دُشوار ہے۔

سعدان ارسلان۔ خدا آپ کو فتح نصیب کرے۔

زارا۔ وہ ضرور کریگا۔ کیونکہ میرا پیارا حرص و ہوس سے غیر مُلک پر حملہ کرنے نہیں آیا۔ بلکہ میری محبّت

شوہر زارا۔ اور انسانیت کا فرض مجھے یہاں تک کھینچ لایا۔

ارسلان۔ خداوندا۔ تو حق ہے اور حق کا ساتھ دے۔ آمین۔

گانا ارسلان۔ دل کیا ہے جان کا بیری پایا۔ یہ کیسا زمانہ ہے آیا دل کو
باغ جہان کے ہیں گل بوٹے۔ ہیں سب جھوٹے۔ رنگ و تماشہ پایا۔ دل کیا ہے جان کا

باب دوسرا

پردہ چوتھا

مکان دل آرا

دل آرا۔ تعجب تو یہ ہے کہ اس خط کے لکھتے وقت اُس بیوقوف نے اپنے انجام پر بھی نگاہ نہ کی۔

بیرم۔ مجھے خود تعجب ہے۔ اور قسم ہے کہ اس سر کی اخیر خواہی کے واسطے میں نے اپنی سعادت مندی کی بھی پرواہ نہ کی۔

دل آرا۔ تو کیا ایسے دغاباز کو سخت سزا نہ دینی چاہیئے۔

بیرم۔ کیوں نہیں دینی چاہیئے۔ مگر میں کیسے کہہ سکتا ہوں۔ اس لئے کہ

دل آرا۔ اس لئے کہ تمہارا باپ ہے۔

بیرم۔ اگر میرا باپ نہ ہوتا۔ تو میں خود اپنے ہاتھ سے اُسے پھانسی دیتا۔

دل آرا۔ خیر۔ یہ فرض تمہاری طرف سے ہم بجالائیں گے۔

بیرم۔ میری بھی کیا بُری قسمت ہے۔ یہ سب جانتے ہیں کہ میں نے بڑی نمک حلالی کا کام کیا ہے۔ مگر پھر بھی لوگ مجھے بدنام کریں گے۔

دل آرا۔ پیارے بیرم۔ میں نے اپنا دل جو شوہر کی امانت تھی۔ تمہیں دیدیا۔ خدا تک کی پرواہ نہ کی۔ اور تم انسانوں کی پرواہ کرتے ہو۔

ماہ پارا۔ میں نے نمک حرام سعدان کی گرفتاری کے لئے کتے چھوڑ رکھے ہیں۔

دل آرا۔ تو اب وہ بچ نہیں سکتا۔

ماہ پارا۔ اگر وہ یہاں آیا تو میں اُس کی بوٹیاں نچوا دوں گی۔

دل آرا۔ اور میں اُس کی ہڈیاں کچلوا دوں گی۔

ماہ پارا۔ میں اُس کی ہڈیوں کو جلا کر خاک کر دوں گی۔

دل آرا۔ اور میں اُس خاک کو اپنی ٹھوکروں سے اُڑا دوں گی۔

بیرم۔ جناب انصاف تو اِس سے بھی زیادہ سخت سزا تجویز کرتا ہے۔ مگر چونکہ آپ رحمدل ہیں اس لئے تھوڑا رحم کیجئے۔ اور اگر ایسا نہیں ہو سکتا۔ تو مجھے اجازت دیں تاکہ میں چلا جاؤں۔ کیونکہ میں اپنے باپ کو بُرائی کا بدلہ پاتے ہوئے دیکھوں گا۔ تو مجھے شرم آئے گی۔

دل آرا۔ کتنا نیک معاش ہے۔

ماہ پارا۔ یہ اتنا ہی شریف ہے۔ جتنا اِس کا باپ بدمعاش ہے۔ اِدھر آ۔ پاجی۔ کتے۔

دل آرا۔ ذلیل۔ نمکحرام۔

سعدان۔ شرافت کو نہ بدنام کرو۔ تمہارا باپ شریف ہے اور تمہاری ماں بھی شریف تھی۔ اور میں بھی شریف۔ اس لئے تم بھی شریف بنو۔ اور شریفانہ کلام کرو۔

ماہ پارا۔ تو کتے سے بھی زیادہ ذلیل ہے۔

سعدان۔ اِس کی کیا دلیل ہے۔

دل آرا۔ یہ کہ تو دغاباز اور جھوٹا ہے۔

سعدان۔ سچ کہتی ہو۔ میں نے ہی تو خوشامد سے اپنے باپ کو لوٹا ہے۔

ماہ پارا۔ بدمعاش تو نے خاقان کو زارا کے پاس کس لئے بھیجا ہے۔

سعدان۔ اس لئے۔ کہ میں یہ نہیں دیکھ سکتا تھا۔ کہ تو اُس کے ضعیف جسم کو ایذا پہنچائے۔ یا اپنے ناخونوں سے اُس کے جھریاں پڑے ہوئے چہرے کو نوچ نوچ کر کھائے۔

ماہ پارا۔ بدمعاش۔

سعدان - ظالمو! جنگل خوفناک - رات مہیب - اِس پر بجلی کی گرج آندھی - پانی! اِن
سب آفتوں کی طغیانی - اور اُس میں ایک بوڑھا ضعیف شخص خستہ و خراب تھا۔
اُس وقت تم اور تمہارا ہر نوکر محوِ خواب تھا - میں آیا - میں گڑگڑایا - میں نے سمجھایا -
مگر تم نے اپنے باپ پر ذرا ترس نہ کھایا - اور اتنا نہ کہا - کہ جاؤ دروازہ کھول دو۔
اور اُسے اندر بلا لو - او وحشیو - جلّادو! اُس وقت اگر میرے دروازے پر کوئی
بھیڑیا بھی آکر غل مچاتا - تو میں کہتا - کہ دروازہ کھول دے اور اِس کو گھر میں چھپالے۔

ماہ پارا - اِس جرم پر ہم تیری بوٹیاں بھیڑیوں کو کھلوائیں گے۔

دل آرا - اِس کی زبان کاٹ لو۔

سعدان - ہاں جلدی کرو - ورنہ تمہارے سب عیب کھل جائیں گے۔

ماہ پارا - خط لکھ کر دوسرے کے نوکروں کو پھسلانا - یہ کاروائی کس قدر ذلیل ہے۔

سعدان - ایک ناواقف کو سانپ کی دوستی سے بچانا - شرافت اور انسانیت کی دلیل ہے۔

دل آرا - وہ بیوقوف ہے۔
سعدان - اور تو مکّار ہے۔

ماہ پارا - وہ مصیبت ہی کے لائق ہے۔
" - اور تو لعنت ہی کی سزاوار ہے۔

دل آرا - تو بڈھے لباس میں شیطان ہے۔
" - اور تو عورت کے جامے میں حیوان ہے۔

ماہ پارا - بدمعاش تو ایسا بےخوف ہو کر ہم سے کلام کرتا ہے۔
" - جس کو خدا کا خوف ہوتا ہے وہ انسانوں سے نہیں ڈرتا ہے۔

ماہ پارا - تو اور یہ زبان درازی
" - بیٹی اور باپ سے دغا بازی

" - یہ دماغ اور ایسا بیہودہ جنون
" - اولاد اور ایسا سفید خون۔

" - بدمعاش پاجی! جلّادو مار ہنٹر تاکہ یہ سر ان قدموں پہ لوٹے! اسے

سعدان - اے فرشتو سُن رکھو روحِ صداقت کی کراہ ؎ اے زمیں دینا شہادت اے فلک رہنا گواہ
فرضِ ایمانِ حق مالک آج ادا میں کر چکا ؎ بڑھ اِدھر تلوار کھینچ اور وار کر! ہے سر جھکا

جلّاد - ہے اجازت

ماہ پارا - پوچھتا کیا ہے۔

دل آرا - اُڑا موذی کا سر

جلّاد - بدنصیب انسان - آہ! (دل آرا کا شوہر

اکرم داخل ہو کر جلّاد کا سر تلوار سے اُڑا دیتا ہے)

ماہ پارا - یہ کیا - کیا بیدادگر

شوہر دل آرا - وہ کیا جس کا یہ سزاوار تھا۔

دل آرا - مگر کیا یہ تمہارا خطاوار تھا؟

شوہر دل آرا - اور کیا یہ تیرا گنہگار ہے؟

دل آرا - بیشک یہ موذی مکّار ہے۔

ماہ پارا - اس نے ہم کو دھوکا دیا۔

شوہر - اور تم نے اپنے باپ کو دھوکا دیا - دھوکا بھی وہ دھوکا - کہ جس کا نام سُن کر شیطان تک لرز جاتا ہے۔

دل آرا - مجھے تمہاری عقل پر افسوس آتا ہے۔

ماہ پارا - تم بڑے ذلیل ہو - تمہارا دل بزدلی اور بے عزّتی اٹھانے کیلئے بنا ہے۔

شوہر دل آرا - عقل اور نیکی کی باتیں بدوں کو ہمیشہ بُری معلوم ہوتی ہیں۔ تم نے کیا۔ کیا؟ اُس غریب کو چیلوں کی طرح نوچ نوچ کر کھا لیا - کیا تم اُس کی بیٹیاں نہیں ہو - کیا وہ تمہارا باپ نہ تھا - ایسے سفید سر کو جسے دیکھ کر تعظیم سے چومتا ہے - تم نالائقوں نے اُسے پاگل بنا دیا - اگر اس کے دل میں رحم آیا - اس گئے خون نے جوش کھایا اگر یہ نمک خواری کا فرض بجا لایا - تو اس نے کون سی گنہگاری کی - تم نے بیٹیاں ہو کر اُسے راحت نہ دی اور اس نے غیر ہو کر خدمت گزاری کی۔

سعدان - اور خدا - اِن کے دل میں انصاف دے۔

ماہ پارا - چپ بدمعاش کیا یہ انصاف نہیں ہے - کہ تو خاک و خون میں ملایا جائے۔ اور بہرام کا جس نے ہم پر تیرا یہ عجیب خط ظاہر کیا ہے - عزّت اور رتبہ بڑھایا جائے۔

سعدان - اور خدا - کیا بیٹے نے باپ سے فتنہ پردازی کی - افسوس افسوس! اب میری آنکھ کھل گئی - ضرور غریب پرویز کے ساتھ بھی اسی نے دغابازی کی!

دل آرا - ایسی اندھی عقل بھی کس کام کی - جو یہ بھی نہیں دیکھ سکتی کہ ایسی نیکی کرنے سے کیا بُرائی ہوگی -

شوہر دل آرا - اور تو بھی تو دیکھ - کہ شیطان میں بھی اتنی بُرائیاں نہیں جتنی تُم عورتوں میں نمایاں نظر آتی ہیں -

ماہ پارا - کیسا بُزدل ہے - کہ ہمّت کا ایک لفظ ایک بھی زبان پر نہیں آتا -

شوہر دل آرا - تو مجھے کیوں غصّہ دلاتی ہے - اگر تو عورت نہ ہوتی تو میں تیری ہڈیاں پیس ڈالتا - سپاہیو - چھوڑ دو - اس کو -

دل آرا - یہ نہیں چھوٹ سکتا -

شوہر - میں کہتا ہوں کہ اِسے چھوڑ دو -

" - اور میں بھی کہتی ہوں کہ یہ نہیں چھوٹ سکتا -

" - کیا تم نے نہیں سُنا -

ماہ پارا - وہ نہیں سُن سکتے -

" - میں بھی حکم دیتا ہوں کہ اِن دونوں کو قید کر لو -

دل آرا - اور میں بھی حکم دیتی ہوں کہ اس کا سر کاٹ لے -

" - اوہ خبیثو - بدمعاشو - آہ

سعدان - اوہ خدا یہ کیا ہو رہا ہے -

ماہ پارا - ٹھہر - بدمعاش - تو کہاں جاتا ہے -

سعدان - آہ -

(ٹیبلو -)

باب دوسرا
پردہ پانچواں
راستہ

(بیرم کا فوج کا دستہ لئے گاتے ہوئے گزرنا)

گانا۔ لڑیں ہم جم کے۔ خنجر چمکے۔ دل کانپے عالم کے۔ چلے تیغ ستم۔ سرتن ہو قلم۔
دشمن لیں راہ عدم کے۔ کارزار میں خنجر سے آتش برسے۔ دُنیا لرزے تھرتھر
ڈرسے۔ فوج دشمن ونگ ہو۔ جنگ کا وہ رنگ ہو۔ روح دستم تنگ ہو۔
آؤ لڑو جم کے۔ لڑیں ہم جم کے۔

باب دوسرا
پردہ چھٹا
قلعہ کا دروازہ

(خاقان کا زادا کے ساتھ قلعے سے نکلتے دکھائی دینا بیرم کا فوج کیساتھ آکر اس کو گرفتار کرنا)

(ٹیبلو)

بیرم۔ خبردار۔

ڈراپ

باب تیسرا

پردہ پہلا

مکان بیرم

(بیرم کے سامنے رقص و نغمہ)

کورس - تورے رے بانکے لوچن - پران پیارے موہن - موری رے پریت چھوڑونا
آ ڈ رے بیگی آؤ - واری - واری جاؤں ساجن - ہاں تورے رے بانکے لوچن -
آئیو رے مورے آنگن - آئیو رے مورے آنگن - واری - واری جاؤں ساجن -
ہاں تورے -

بیرم - آہا - گانا بھی کیا عمدہ چیز ہے - کیسی ہی غمگیں اور پژمردہ روح کیوں نہ ہو - اس کو سن کر طبیعت بہل جاتی ہے - مگر میرا دل تو اس وقت خوش ہوگا - جب میرے سر پر خاقان کا تاج - اور اس ہاتھ میں عصائے سلطنت - اور اس ملک کے سکے پر میرا نام کندہ ہوگا - اے مضطرب روح کیوں گھبراتی ہے - اگر میرا آج کا سوچا ہوا داؤ چل گیا - تو یہ سب کچھ بھی ہاتھ آجائے گا -

ماہ پارا - کیوں بیرم -

بیرم - ہیں کون - حضور ہیں -

ماہ پارا - بیرم - تم نے پھر وہی ادا دکھائی - دیکھو! اگر تم مجھ کو حضور یا جناب کہکر پکارتے رہے تو میں ایسی محبت سے باز آئی -

بیرم - کیوں پیاری - کیا تہذیب سے بات کرنا بھی کوئی برائی ہے - اگر لغت میں یہ لفظ نہ

ہوتے۔ تو بیرم کو کس طرح معلوم ہوتا۔ کہ اس کا دِل پیاری ماہ پارا کی محبت سے معمور ہے۔

ماہ پارا۔ خوب۔ تو معلوم ہوا۔ کہ تمہارے دِل میں میری عزت ہی عزت ہے محبت نہیں۔

بیرم۔ نہیں۔ عزت اور محبت دونو۔

ماہ پارا۔ کیا آدھے دِل میں محبت اور آدھے دل میں عزت۔

بیرم۔ بیشک۔

ماہ پارا۔ جی ہاں۔ اگر سارا دِل میری ہی محبت میں وقف کر دیا ہوتا۔ تو۔ بی دل آرا کی محبت کو کہاں رکھتے۔

گانا بیرم۔ چتون نے تیر نظارہ دِل پہ ہے آہ مارا۔ چتون نے تیر نظارہ ہے دل پر آہ مارا۔

" ماہ پارا۔ میں دل دیکے پچھتائی۔ اُلفت میں نہ راحت پائی۔ چاہت سے باز آئی۔

بیرم۔ دل میں ہے پیت بسائی۔ یہ تن من سارا تجھ پہ وارا پیاری ماہ پارا۔ چتون نے تیر نظارہ۔

ماہ پارا۔ دو دن کی سب دِلداری ہے۔ بس مُنہ دیکھے کی یاری ہے۔

بیرم۔ ہے دِل پر آہ مارا۔ چتون نے تیر نظارہ

ماہ پارا (نثر) دیکھو بیرم۔ میں تمہیں کہے دیتی ہوں۔ کہ اگر تمہارا دل۔ دِل آرا یا کسی اور گلفام پارہ کی محبت میں گرفتار ہوگا۔ تو وہ خنجر جو ایک دفعہ وفادار شوہر کے گلے پر چل چکا ہے۔ ایک بیوفا عاشق کے قتل کو سب سے پہلے تیار ہوگا۔

بیرم۔ ارر ر کمبختی۔ پیاری ماہ پیارا تمہارا دِل کتنا بدگمان ہے۔ مگر میں نے کل جو ایک بات کہی تھی۔ کچھ اُس کا بھی دھیان ہے۔

ماہ پارا۔ ہاں بیرم۔ میں تمام رات سوچتی رہی۔ مگر مجھے کوئی تجویز نظر نہیں آئی۔ کچھ تم ہی بتاؤ۔

بیرم۔ میں بتاؤں۔ اچھا تو سنو۔ دیکھو کوئی دیکھتا تو نہیں۔

ماہ پارا۔ کوئی نہیں۔

بیرم ۔ خاقان اور زارا کو قتل کرادو۔

ماہ پارا ۔ شاید دل آرا اس کے خلاف ہو۔

بیرم ۔ ہو گیا۔ وہ تو ہے۔ دیکھو پیاری اگر تم یہ چاہتی ہو۔ کہ سوائے تمہارے اس سلطنت کا کوئی حقدار نہ ہو۔ اور اس عشق و محبت میں کھٹکنے والا خار نہ ہو۔ تو ایک تدبیر کرو۔

ماہ پارا۔ وہ کیا۔

بیرم ۔ یہ تو میں تمہیں پہلے ہی بتا چکا ہوں۔ کہ رعیت خاقان اور زارا کو مظلوم سمجھتی ہے۔ اس لئے بلوہ کر کے ان کو چھڑانا چاہتی ہے۔ اگر وہ دونوں آزاد ہوئے۔ تو یہ سر اور تاج دونوں جاتے رہیں گے۔ اس لئے میں آج دو قاتلوں کو بھیج کر خاقان کو قتل کراؤں گا۔ اس کے بعد تم قید خانے میں جا کر زارا کو اپنے ہاتھ سے خاک و خون میں ملاؤ۔ اور اس کے قتل کا الزام دل آرا پہ لگاؤ۔ اس طرح خاقان میرے ہاتھ سے زارا تمہارے ہاتھ سے اور دل آرا باغی رعیت کے ہاتھ سے شہید ہوگی۔ پھر ہمارا تمہارے لئے ہمیشہ کے لئے عید ہوگی۔

ماہ پارا ۔ اچھا۔ تو میں جاتی ہوں۔

بیرم ۔ ہاں۔ پیاری جاؤ۔

دل آرا ۔ خوب۔ خوب۔ لیلےٰ مجنوں کی جوڑی جا رہی ہے۔ کیوں جی۔ اب تو خوب گُلکا قاتیں ہوتی ہیں۔ خوب گھل مل کے باتیں ہوتی ہیں۔

بیرم ۔ کیا خاک باتیں ہوتی ہیں۔ بس جانے دو ایسی باتیں نہ کرو۔

دل آرا ۔ کیوں جی! ۔ خیر تو ہے۔

بیرم ۔ پیاری شاید زمانے کا خون سفید ہو گیا ہے۔ یا ان ستاروں کا کچھ الٹ بھید ہو گیا ہے۔

دل آرا - ہیں ایسا بھیانک مضمون۔

بیرم - خون - خون - پیاری دِل آرا تمہارا خون۔

دل آرا - میرا خون - سبب

بیرم - یہ تو سب کو معلوم ہے - کہ رعیت خاقان اور زارا کو مظلوم سمجھتی ہے۔ اِس لئے بلوہ کر کے چھڑانا چاہتی ہے - اِس لئے ماہ پارا کو یہ وسواس ہو گیا ہے - اگر وہ دونوں قید سے چھوٹے - تو یہ سر اور تاج دونوں جاتے رہیں گے - اس لئے آج ہی رات کو خاقان کو دو قاتلوں سے قتل کرائے گی - اور زارا کو اپنے ہاتھ سے خاک و خون میں ملائے گی - اور اس کے قتل کا الزام تم پر لگائے گی -

دِل آرا - اُف اِس قدر نیّت میں فتور

بیرم - ہاں پیاری - اب تو تم سمجھ گئی ہوگی - کہ اُس کا کیا مطلب ہے۔

دل آرا - یہی کہ خاقان کو قاتلوں سے ہاتھ سے - اور زارا کو اپنے ہاتھ سے اور مجھے باغی رعیت کے ہاتھ سے قتل کرائے۔

بیرم - اور خود تاج و تخت کی مالک بن جائے - مگر تم اُس سانپ کو ڈسنے کا موقع ہی کیوں دو - کیا ایسا نہیں ہوسکتا - کہ جس وقت اُس کی چھری زارا کے خون میں ڈوب چکی ہو - تو فوراً تم وہاں پہنچ جاؤ - اور شور کر کے اُسے گرفتار کراؤ - اور آج رات کو جس قدر مدد مجھ سے پہنچ سکے گی پہنچاؤں گا - صبح کو تمہیں اِس مُلک کی اکیلی ملکہ بننے کی مبارکباد دینے سب سے پہلے میں ہی آؤنگا - (سامنے) قبرستان میں -

دل آرا - ٹھیک تو میں جاتی ہوں - اور اِس کی ٹوہ لگاتی ہوں - (جاتی ہے)

بیرم - ہاں جاؤ سدھارو - ہا - ہا - ہا - واہ میاں بیرم - خوب گھسا دیا - ماشاءاللہ اِن سیانی ڈائنوں کو شیشے میں اُتارنا - یاروں ہی کا کام ہے - یہ تو سب کو معلوم ہے - کہ ماہ پارا دل آرا سے طاقت اور جوش میں کہیں زیادہ بڑھ کر ہے - جب یہ

بھتنی اُس چڑیل سے پلٹے گی۔ تو اس کے ایک ہی وار میں اِس کا بیڑا پار ہوگا۔ پھر باقی رہا ہی کون۔ ماہ پارا یا کوئی اور۔ تو وہ صبح میرے طمنچے یا رعایا کے فیصلے کا شکار ہوگا۔ پھر بندہ اکیلا ہی اِس مُلک کا مالک و مختار ہوگا۔

گانا بہرام۔ بن متوالا سب سے نرالا رنگت والا۔ بھر بھر پیالہ پی جام بھر جام اعلےٰ۔
لا۔ لا۔ جی کب تک ساقی ترسے۔ بادل سے وسکی برسے۔ آہا۔ ہاہاہا
رنگ راگ اُڑا بے لاگ اُڑا۔ ہاں کاگ اُڑا دے بھر بھر پیالہ۔ پی جام بھر جام اعلےٰ۔

باب تیسرا

پردہ دوسرا

قید خانہ

(خاقان اور زارا قید میں نظر آتا)

گانا زارا۔ اے نصیب رحم کر تو ہمیں کیوں ستا رہا ہے۔ ہمنے کب تھے اِس قدر ہم جو تو یوں رولا رہا ہے۔

خاقان۔ (خود سے) غریب۔ بوڑھا۔ بیکس۔ رحم۔ رحم۔ ۔

زارا۔ جلتی ہے جان۔ آگ لگے اِس نصیب کو۔ آرام نیند میں بھی نہیں اِس غریب کو۔

زارا گانا۔ میں کسی کا مُدعا ہوں۔ کہ امید بے صلہ ہوں۔ اے میرے خدا میں کیا ہوں جو فلک ستا رہا ہے۔

خاقان۔ پکڑو۔ مارو۔ جلاّدو۔ اِنہی دونوں مجھ بوڑھے شخص کو ٹھوکروں سے مارا ہے۔ اِنہی دونوں نے زبردستی میرے سر سے تاج اُتارا ہے۔

زارا۔ بے چینیوں کا تیری عوض کرونگا دشمنے دل۔ اے مضطرب تمام بس اب تو قرار دے

زارا (گاتا) بنے اشک جان دِل تک۔ لہو بن کے بہہ گئے سب
روئیں کیا غریب آنکھیں کہ اب انہیں کیا رہا ہے۔ اے نصیب رحم کر تو

(زارا کا گاتے گاتے سو جانا دو جلّادوں کا اندھیرے میں آنا)

جلّاد ۱۔ سوتا ہے۔	جلّاد ۲۔ بول
" ۔ مار	" ۔ کیا نیند میں
" ۔ تو کیا جگائے گا۔	" ۔ چپ۔ وہ جاگی
زارا۔ تم۔ تم۔ تم کون ہو۔	" ۔ غل نہ مچاؤ

جلّاد ۱۔ اِدھر آؤ۔

زارا۔ تم کیا چاہتے ہو۔ تمہارا کیا مطلب ہے۔ ٹھہرو میں ابّا جان کو جگاتی ہوں۔

جلّاد ۱۔ اب وہ نہیں جاگ سکتا۔

زارا۔ تمہاری آنکھوں سے مجھے ڈر معلوم ہوتا ہے۔ تم کون ہو۔

جلّاد ۲۔ دو آدمیوں کے لباس میں ایک شخص کی موت۔

زارا۔ موت۔ کس کی۔

جلّاد ۱۔ اس کی

زارا۔ اس کی۔ کیا تم اسے شہید کرنے آئے ہو۔ اس سے کیا قصور ہوا ہے۔ اس نے کیا گناہ کیا ہے۔

جلّاد ۲۔ کوئی نہیں۔

زارا۔ تو پھر اس غریب کا قتل کیوں منظور ہے۔ کیا اس لئے قتل کرتے ہو کہ بے قصور ہے۔

جلّاد ۱۔ چپ رہو۔ جب ہم اپنے ہاتھ کی تلوار۔ اور چھری کی دھار کو آزمانے آتے ہیں۔ تو نصیحت سُننے والے کان اپنے ہمراہ نہیں لاتے ہیں۔

زارا۔ مگر آنکھیں تو ہمراہ ہوتی ہیں۔

جلّاد ۱ ۔ وہ سوائے ایک تڑپتی ہوئی لاش کے ۔ اور کچھ نہیں دیکھنا چاہتیں ۔

زارا ۔ مگر بھائیو ۔ تم تھوڑی دیر کیلئے اُنہیں مجبور کرو ۔ تاکہ تمہاری روح کی بھلائی پر بھی نظر ڈالیں ۔ میرے بھائیو ۔ یہ احسان و مروّت کی دُنیا کا چراغ جس کے گرد معصومیت جگنو کیطرح ہالا کئے ہوئے ہے ۔ جو دُنیا کا دوست تھا ۔ اور جس کے آج تم دُشمن بن گئے ہو ۔ اگر اِس غریب کو تم نے قتل بھی کیا تو کیا پھل پاؤ گے ۔ آخر اپنے کئے پر پچھتاؤ گے ۔ طاقت اور زور تھا وہ بڑھاپے نے لوٹ لیا ۔ دولت و سلطنت تھی وہ ظالم بیٹیوں نے چھین لی ۔ ہوش و حواس تھے ۔ وہ مصیبت نے لے لئے ۔ اب مٹھی بھر ہڈیاں اور کمزور سسکتی ہوئی جان باقی ہے ۔ وہ بھی تمہارے کام نہیں آسکتی ۔ سانسیں ہوا میں مل جائیں گی ۔ ہڈّیاں گل کر خاک ہو جائیں گی ۔ جان خُدا کے پاس پہنچ جائے گی ۔ اگر کچھ باقی رہے گا ۔ تو میرے لئے ماتم و اضطراب اور تمہارے لئے دُنیا کی رسوائی خُدا کی لعنت اور جہنّم کا عذاب ۔

جلّاد ۱ ۔ اگر ہم کو اِس کام سے باز رکھنے کے لئے کوئی جہنّم میں لے جائے ۔ اور پھر وہاں سے واپس لائے ۔ تب بھی ہم یہی کام کریں گے ۔

زارا ۔ یعنی

جلّاد ۱ ۔ یعنی اِس کو تمام کریں گے ۔

زارا ۔ افسوس تم نے ثابت کر دیا ۔ کہ تم مٹّی کے نہیں بلکہ پتھّر کے بنے ہوئے ہو ۔ میرے بھائیو ۔ میں ایک شہزادی ہو کر تم سے بھیک مانگتی ہوں ۔ کہ میرے باپ کی زندگی بخش دو ۔

جلّاد ۱ ۔ بس چپ رہو ۔

زارا ۔ دیکھو میری طرف دیکھو ۔

جلّاد ۲ ۔ اِدھر آؤ ۔

〃 ۔ سنو ۔ میری سنو ۔۔۔

جلّاد ۱ ۔ میں کہتا ہوں چپ ۔

(خاقان کا سوتے سے اُٹھنا)

خاقان۔ تم کون۔ چھوڑ دو۔ چھوڑ دو۔ میری زارا کو چھوڑ دو۔ ورنہ میں اپنے دانتوں سے
(جلادوں کا خاقان کا منہ بند کر کے پکڑ کر لے جانا)

زارا۔ ہائے۔ ہائے ظالمو۔ کیا کرتے ہو۔ خدا کے لئے میرے باپ پر ترس کھاؤ۔ (بیہوش ہو کر گر جانا)۔ (ماہ پارا کا آنا)

ماہ پارا۔ سوتی ہے۔ وہ جاگی۔ (ماہ پارا کا چھپ جانا)

زارا۔ بھیڑیئے آئے۔ اور اس کو پکڑ کر لے گئے۔

ماہ پارا۔ کمبخت ابھی تک اپنے باپ کو یاد کر کے رو رہی ہے۔

زارا۔ آسمان سن رہا تھا۔ یہ زمین دیکھ رہی تھی۔ یہ دیواریں پاس کھڑی تھیں۔ مگر کسی نے ترس نہ کھایا۔ کسی نے اس کو نہ بچایا۔

ماہ پارا۔ اب تجھے بھی کوئی نہ بچائے گا۔

زارا۔ کون ماہ پارا۔ میری اچھی بہن۔ دوڑ۔ دوڑ۔ ورنہ وہ بیچارا غریب قتل کر دیا جائیگا۔

ماہ پارا۔ کون غریب کون بیچارا۔

زارا۔ اری تو نہیں جانتی۔ وہی غریب جس کی بدولت آج تو شہزادی کہلاتی ہے۔

ماہ پارا۔ تو کیا تیرا باپ۔

زارا۔ میرا باپ۔ تو کیا وہ تیرا باپ نہیں ہے۔ کیا اس کے گوشت اور لہو سے تو بھی پیدا ہوئی ہوں۔ تو نہیں۔ میری اچھی بہن تو اس کی مہربانیوں کو اس قدر جلدی تو نہ بھول جا۔ کچھ تو اس کی محبت کو یاد کر۔ اگر اور کچھ نہیں کر سکتی تو صرف اتنا ہی کر۔ کہ ان ظالموں کے ہاتھ سے اسے آزاد کرو۔

ماہ پارا۔ وہ آزاد ہی کرنے کے لئے لے گئے ہیں۔

زارا۔ اری نہیں وہ اسے قتل کرنے کے لئے لے گئے ہیں۔

ماہ پارا۔ وہ قتل ہی کرنے کے لائق ہے۔

زارا - اری یہ تو کہتی ہے جو اُس کی بیٹی ہے - کیا اُس منہ سے یہ ناپاکی ظاہر ہوتی ہے جس کو اُس غریب فرشتے نے سینکڑوں بار پیار محبت سے چوما ہے -

ماہ پارا - بس خاموش ورنہ زبان کاٹ لی جائیں گی

زارا - اگر تو زبان کاٹ لے گی تو میں آنکھوں کے اشارے سے سمجھاؤں گی -

،، - وہ بھی پھوڑ دی جائیں گی -

،، - تو میں اپنا سر اُس غریب کے لئے تیرے قدموں پہ جھکاؤں گی -

،، - وہ بھی علیحدہ کر دیا جائے گا -

زارا - اللہ - اللہ - تو اتنی جلاد ہے !

ماہ پارا - کمبخت یہ تو معمولی بیداد ہے -

زارا - سبب

،، - بے سبب -

،، - گناہ

،، - بے گناہ

،، - قصور

،، - بے قصور

،، - یہ جفا کاری

،، - مرضی ہماری -

،، - رحم رحم جلاد رحم ،
او خدا -

،، - بس ہو چکا اب
سر جھکا "

ماہ پارا - ہیں کیسی آواز - کوئی اندر تو نہیں چھپا - ذرا دیکھ آؤں -

زارا - ہائے - ہائے کوئی ترس کھانیوالا نہیں - کوئی بچانیوالا نہیں - اب کیا کروں - کہاں جاؤں - ہاں وہاں چھپ جاؤں -

(زارا کا چھپ جانا - بیرم اور دل آرا کا نشہ کی حالت میں آنا)

دل آرا - پلنگ تو خالی ہے -

بیرم - شاید وہ زارا کو قتل کرنے کے لئے دوسرے کمرے میں لی گئی ہو -

دل آرا - اچھا تو میں یہیں ٹھہرتی ہوں - جس وقت وہ خون میں ڈوبی ہوئی نکلے -

بیرم - تو فوراً تم شور مچا کر اُس کو پکڑوا دینا -

دل آرا - اور تم بھی جس وقت میری آواز سنو فوراً باہر آجانا - آ - آ - او اجل رسیدہ
ماہ پارا آ - دیکھ تو سہی - کہ تیری چالاکیاں آج تیرے لئے کیا کیا جال بچھاتی ہیں -
مگر ہاں بیرم نے حوصلہ بڑھانے کے لئے شراب کس قدر پلا دی ہے - کہ میری
آنکھیں بند ہوئی جا رہی ہیں - (پلنگ پر لیٹ جانا)

(ماہ پارا کا آنا اور دل آرا کو خنجر مارنا)

ماہ پارا - کوئی نہیں - اب میں اپنا کام کروں - لے آئے ناپاک! خس کم جہاں پاک!

دل آرا - آہ - قاتل - سفاک - (زارا کا بھاگ جانا)

زارا - اوہ - غضب -

ماہ پارا - ہیں یہ کون زارا - اور یہ کون دل آرا - ہیں یہ میں نے کیا - کیا؟

دل آرا - جو تو چاہتی تھی -

ماہ پارا - ہیں کیا چاہتی تھی دل آرا -

دل آرا - یہی کہ زارا کا خون بہائے - اور اس کا الزام مجھ پہ لگائے -

ماہ پارا - دل آرا - دل آرا - تو دھوکا کھاتی ہے -

دل آرا - نہیں - نہیں - دھوکا نہیں - بیرم تم خاموش کھڑے ہو - بولتے کیوں نہیں -

ماہ پارا - تو کیا یہ سب بیرم نے کہا -

بیرم - ہائے - ہائے - یہ کمبخت تو سب کچھ کہہ دیگی - اب یہاں سے بھاگنا چاہیئے -

(بیرم کا بھاگنا چاہنا - ماہ پارا کا بیرم کو اور بیرم کا ماہ پارا کو پستول مارنا
دونوں کا مر جانا)

ماہ پارا - ٹھہر او نمکحرام غلام تو کہاں جاتا ہے -

باب تیسرا

پردہ تیسرا

تاریک جنگل

(جلادوں کا خاقان کو قتل کرنے کیلئے لانا۔ شہزادا کا پستول سے جلادوں کو مارنا اور خاقان کو چھڑا کر لے جانا۔ (ٹیبلو)

سین ختم

باب تیسرا

پردہ چوتھا

(کومک) مکان بغلول

گانا گلفام۔ بانکے بلماں سے گنیاں نجر لاگی رے بانکے بلماں سے گنیاں نجر لاگی۔ نجر لاگی رے نجر لاگی۔ بلنکے۔ جلا۔ جلا کے تپ عشق نے تمام کیا۔ فراقِ یار نے مارا قضا کا نام لیا۔ لاگی ہے کاری گیناں۔ برہا کٹاری گیناں۔ ہائے نہ مورا دی گنیاں۔ جاؤں میں وارِی گنیاں۔

گلفام (خود) یا اللہ۔ کیا کروں۔ کدھر جاؤں۔ نہ ظالم سنے۔ نہ جلیل۔ اور نہ وہ موا بغلول ہی پسیجے۔ کس کس کے آگے ہاتھ جوڑوں۔ یہ بھی تو غضب ہے۔ کہ قصور اپنا۔ اور خواہ مخواہ بیچارے بغلول کو بوریئے میں بند کر کے پٹوایا۔ خود بھی نوکری سے برطرف

ہوا - اور اب مجھے بھی حکم ہو جائے گا کہ چلی جاؤ۔

گلخیرو - کوئی نہیں - مطلع صاف ہے - پیاری

گلدم - ہیں کون گلخیرو۔

گلخیرو - ہاں - بی کیسرو - کہو کیا خبر ہے - لڑکی یا لڑکا۔

گلدم - ارے موئے خبر کیا تیری قبر۔

گلخیرو - کیوں - تو نے جو معافی کی امید دلائی تھی - وہ سب فضول گئی۔

گلدم - ارے موئے معافی کیسی - تیرے نام سے تو گھر کا گھر ہی بیزار ہے - اور وہ موا بغلول تو تجھے حلال ہی کرنے کو تیار ہے۔

گلخیرو - کیا پھر کوئی نئی جھک آئی ہے۔

گلدم - ارے اُس موئے تے آلو - پیاز چھیلنے کی چھری سان پر لگائی ہے۔

گلخیرو - ہوں - معلوم ہوا کہ بھانڈ نہیں - بلکہ قصائی ہے - خیر جی یہ تو ہوتا رہے گا۔ مگر تو تو اچھی ہے۔

دونوں کا گانا - دِل بسمل پہ قاتل نے خنجر سنبھالا۔

گلخیرو - مارا نظر کا بھالا ہاں

گلدم - اے جی واہ واہ واہ

گلخیرو - آنکھوں میں نظر آتی ہیں یوں پتلیاں کالی
کلکتے کے مندر میں جس طرح سے کالی

گلخیرو - ہر بات کرامات ہے ہر گھات نرالی - صدقے تیری انیٹ پہ مرے باپ کی سالی

گانا - میری خالہ - برسوں ٹالا - دے بوسہ اک مزے والا - دِل بسمل پہ قاتل نے۔

(بغلول آواز دیتا ہوا آتا ہے)

بغلول - گلدم - او مال زادی۔

گلخیرو ۔کون بغلول ! بربادی
گلدم ۔گلخیرو بھاگ ۔ بھاگ
گلخیرو ۔ ارے کہاں بھاگوں !
گلدم ۔ ارے اِدھر ۔ اِدھر
طرم ۔جلیل ۔جلیل ۔
گلخیرو ۔ ارے باپ رے ۔ ایک طرف کنواں دوسری طرف کھائی ۔
کہیں چھپا دے گلدم بائی ۔
گلدم ۔ اچھا ٹھہرو ۔ (گلدم پوڈر اور پتلے کا ڈریس لاکر گلخیرو کو پینٹ کرکے پتلے کا ڈریس پہنا کر میز پہ کھڑا کرتا ہے)
گلخیرو ۔ ارے یہ کیا کرتی ہے ۔مجھے سفیدہ کیوں لگاتی ہے ۔کیا مجھے ناٹک کا ایکٹر بناتی ہے ۔
گلدم ۔ سمجھ گیا نا ۔
گلخیرو ۔ ارے ہاں ہاں سمجھ گیا ۔ مجھے پتلا بنا کر اُس کاٹھ کے اُلّو کو دھوکا دینا چاہتی ہے ۔
گلدم ۔ دیکھ وہ آگیا ۔ اب سیدھی طرح کھڑا ہوجا ۔
بغلول ۔یہ کھڑی ہے ۔خبیث کی بچی ۔کیوں ری بہری ۔میں نے تجھے کتنی دفع پکارا ۔
گلدم ۔ حضور نے ۔
بغلول ۔ ہاں ۔
گلدم ۔ کیوں ۔کس لئے ۔
بغلول ۔ اس لئے ۔کہ تو جو مرزا طرم سے بار بار گلخیرو کے لئے سفارش کرتی ہے ۔
اس سے تیرا مطلب ۔

گلدم - حضور - دیکھئے نا - وہ بیچارا شریف -

بغلول - ہاں - شریف اور اُس کے ساتھ بیچارا -

گلدم - جی ہاں شریف ہی ہے - جو مارے شرم کے آج تک شکل نہیں دکھائی -

بغلول - اور مجھے خواہ مخواہ بورئیے میں بند کرکے پڑوایا - مگر گلدم یہاں تو کچھ نہ تھا پھر یہ پتلا کہاں سے آیا -

گلدم - حضور یہ پتلا میرے خالو کے سالے نے مصر سے بطور تحفہ بھیجا ہے - ذرا غور سے دیکھئے کہ بنانے والے نے کیا کمال کیا ہے -

بغلول - گلدم - پتلا تو اچھا ہے - مگر اس کا رنگ کیوں کچّا ہے -

گلدم - کچّا نہیں حضور پکّا ہے -

بغلول - مگر حضور اس پتلے میں اُس خبیث کے بچے گلخیرو کی تھوڑی بھوڑی مشابہت پائی جاتی ہیں -

گلدم - نہیں حضور بڑھاپے کی وجہ سے آپ کی آنکھیں ذرا چندھیاتی ہیں - لیجئے یہ چابی اس کو لگائیے اور اس کی کاریگری ملاحظہ فرمائیے -

بغلول - چابی دینے سے کیا ہوگا - کیا ناچے گا - گائیگا - (بغلول کا چابی لگانا نقلی پتلے گلخیرو کا متحرک ہونا)

واہ - واہ - ماشاء اللہ - سبحان اللہ - ارر - شائد چابی الٹی لگ گئی -

لاحول ولا - یہ پتلا تو مارتا ہے - ہاں اب سمجھا - یہ پتلا وتلا کچھ نہیں - اچھا آ کی دفعہ بہت سی چابی لگا کر بھاگ جاتا ہوں - اررررر یہ کیا اس نے تو پوزیشن بدل لی - اوہو اب میں سمجھا یہ تو خبیث کا بچہ گلخیرو ہے - اب جاتا ہوں اور ڈنڈا لاتا ہوں -

گلخیرو - ہائے ہائے اب کیا کروں وہ تو ڈنڈا لینے گیا ہے - ٹھیک ہے میز کے نیچے چھپ جاؤں -

(پھڑک کا شراب پیتے آنا)

پھڑک ۔ مر جاؤں گا مگر شراب کسی کو نہ دوں گا۔ (لغلول کا ڈنڈا لیکر آنا اور گلچیرو کے دھوکے میں پھڑک کو مارنا)

لغلول ۔ ہاں اسی کمبخت نے مجھے مارا تھا۔

پھڑک ۔ ہیں ۔ ڈنڈا لگاکر بھاگا ۔ ہٹ تیری دم میں دھاگا ۔ اچھی عورت ہے ۔ اچھی صورت ہے ۔ اور نام کیسں مزے کا ہے گلدم ۔

گلچیرو ۔ اور یہ تو میری گلدم کا نام لے رہا ہے۔

پھڑک ۔ اور دم کاٹ دو ۔ تو باقی رہا گل ۔ یعنی پھول ۔ بس اگر وہ پھول ہے تو مجھے بھی قبول ہے۔

گلچیرو ۔ بیٹا وہ تو کانٹوں دار ببول ہے ۔ (گلدم کا شراب لاکر پھڑک کو دینا۔

گلدم ۔ لیجئے جناب شراب ۔

(پھڑک کا کرسی پر بیٹھ جانا اور ٹوپی اُتار کر میز پر رکھنا۔ گلچیرو کا پھڑک کی ٹوپی اور جوتی غائب کرنا)

پھڑک ۔ ہیں میری ٹوپی کہاں گئی ۔

گلدم ۔ حضور لائے بھی تھے ۔

پھڑک ۔ اری کیا بکتی ہے ابھی تو میں نے اُتار کر یہاں رکھی ہے ۔ لے یہ میرا جوتا بھی غائب ۔ یہ لو میری ٹوپی اور یہ رہی میری جوتی ۔ اچھا میری ایک بات کان میں سن سکتی ہو ۔

گلچیرو ۔ دیکھو کمبخت نے بوسہ لینے کا ڈھنگ نکالا ۔

گلدم ۔ نہیں حضور میں اب جاتی ہوں ۔

پھڑک ۔ اری ظالم یاروں سے تو نہ اکڑ ۔

گلچھرو ۔ خیرو ۔ لے جُوتا اور دے دھڑا دھڑ ۔

بھڑک گانا تینوں کا ۔ توری سانوریا ۔ پتلی کمریا ۔ جاؤ بجریا سنبھال کے ۔

گلدم ۔ موری بہئیاں نہ کھلائے جھٹکا ۔

بھڑک ۔ گوری دھیرے دھیرے کر لٹکا ۔

گلچھرو ۔ ہاں دوں جھٹکا ۔

بھڑک ۔ دل اٹکا میرا لٹ ہیں بال کے ۔ جنگل ہے جھاڑی ہے ۔ باغ ہے باڑی ہے ۔ گھوڑا ہے ۔ گاڑی ہے ۔ چولی ہے ساڑھی ہے ۔ دارو ہے تاڑی ہے ۔ دے دے مجھے ایک پیار ۔

گلدم ۔ ہاں جی ہوش کہاں ہے ۔ سنبھالا یہ مُنہ اور گرم مسالہ ۔ توری بجریا ۔

بھڑک ۔ مارے کٹریا ۔

گلچھرو ۔ اُلّو تیرا ہو مُنہ کالا ۔

بھڑک ۔ آؤ ۔

گلدم ۔ جاؤ ۔ توری سانوریا ۔ پتلی کمریا ۔

گلچھرو ۔ (نثر) اور کر میری پیاری سے مذاق ۔

ٹرم ۔ کیا ہے کیا ہے ۔ کیوں بے خبیث پھر میرے گھر میں گھوٹالہ ۔

گانا سب کا ۔ مارو ۔ مارو ۔ مارو ۔ یہ ہے لچّا اور آوارہ ۔ ابھی ہیں تو ہوں بیچارا ۔ آ ۔ ہاہاہاہا ۔ مارو گھونسہ ۔ نکلے بھوسہ ۔ یہ بلی بنتا ۔ اررررہ مارو جُوتا اررررر ۔ مارو ۔ مارو ۔ مارو ۔ اس کی کہاں تک اتارو اس کی ہڈیاں سنبھالو اور جان بھی نکالو ۔ اب بنا دو یاں مزار ۔ بس باوا چھوڑو ۔ میری ہڈیاں نہ توڑو ۔ اب ہے توبہ لاکھ بار ۔ یہ گھونسہ اور یہ ڈنڈا ۔ بس ہوگیا باوا میں ٹھنڈا ۔ آہاہاہا ۔ اوہوہوہو ۔ اے ہی ہی ہی ہی ۔ مارو ۔ مارو ۔ مارو یہ ہے ۔

باب تیسرا

پردہ پانچواں

دربار

گانا اہلِ دربار۔ لاثانی۔ لاثانی ہے۔ ہے شانِ یزدانی۔ دکھائی فصل شادمانی۔
در و دیوار سے شہر و بازار سے نقش و نگار سے ہے اظہار، جوشِ خمار۔ رنگِ بہار
باغِ جہاں یہ ہے چھایا نکھار۔ ہر خار و زار ہے گلزار۔ باغ پُر بہار، لاثانی۔ لاثانی۔

زارا۔ ابّا جان قدم رنجہ فرمایئے۔ یہ تاج و تخت جو مدّت سے آپ کے قدموں سے محروم ہوگیا تھا۔ اسے پھر دوبارہ مبارک بنایئے۔

خاقان۔ بس۔ اے میرے خون کے سب سے زیادہ پاک قطرے۔ اب میرا تخت۔ وہ لکڑی کا تختہ ہوگا۔ جس پر موت سلا کر اُس بادشاہوں کے بادشاہ کے دربار میں لے جائے گی۔ اور میری قبا وہ قبا ہوگی۔ جو مرنے کے بعد دو گز کفن اپنے ہاتھوں سے پہنائے گی۔

زارا۔ ابّا جان۔

خاقان۔ باپ کی جان قربان۔ غور تو کر۔ کہ یہ وہی ہاتھ ہیں۔ جنہوں نے مغرور ہو کر تیرا حق چھینا تھا۔ اب اس کے انصاف کو دیکھ کہ اِنہی ہاتھوں سے تیرا حق تجھے واپس دلاتا ہے۔

ارسلان۔ عطائیں پاتے ہیں اعجاز جو کرتے ہیں عمل نیک۔
اہلِ دربار۔ نیکی کا زمانے میں سدا ملتا ہے پھل نیک۔

خاقان ۔ میرے شریف دوست تم نے میری جو جو خدمتیں کی ہیں۔ اُس کا شکریہ میں زبان سے ادا نہیں کر سکتا۔

ارسلان ۔ حضور اس غلام کو بار بار کیوں شرمندہ کرتے ہیں۔ سوائے افسوس کے اور کونسی وفاداری اس خانہ زاد سے وقوع میں آئی۔ سچی ہمدردی اور ہمیشہ یاد رکھنے والی وفاداری وہ تھی۔ جو شریف سعدان نے دکھائی۔

خاقان ۔ ہا! میرا باوفا سعدان۔ شہید جفا سعدان۔ ؎

ضحاک نہ فرعون نہ شدّاد نے کیا ۔۔ جو تجھ پہ اور مجھ پہ مری اولاد نے کیا

سینے میں ہو گیا ہے دلِ ناامید خُون ۔۔ دیکھا تو کیا سُنا بھی نہ ایسا سفید خُون

شوہر زادہ ۔ حضور جو خدا کو منظور تھا۔ اس کا ہونا ضرور تھا۔

خاقان ۔ آؤ میرے پیارے بچّو۔ ایک مرتبہ دوبارہ میرے سامنے ہاتھ ملاؤ۔ ؎

اہلِ زمیں پہ صورتِ مہرِ فلک رہو۔ زندہ رہو نہال رہو حشر تک رہو۔

گانا اہلِ دربار ۔ آؤ مل کر شادی رچائیں۔ ناچیں۔ گائیں۔ تازہ ملا گلزار آؤ ملکر شادی رچائیں۔ جوڑا شاہانہ۔ کیا ہے سہانا۔ جوبن کی کیسی بہار۔ پیاری دلاری شہزادی ہماری گاؤ۔ مبارکبادی آؤ مل کر شادی رچائیں۔

کھلی کھلی کیسی چمپا کلی۔ جوڑی کیسی سُندر پیاری ملی۔

واری واری سکھیاں۔ گاؤ گاؤ سکھیاں۔ ناچو ناچو سکھیاں۔ دھاکٹ تک دھم۔ دھیر دھیر کٹ تک۔ دھاکٹ۔ آؤ ملکر شادی رچائیں۔ ناچیں گائیں۔

ڈراپ

آغا حشر کے غیر مطبوعہ ڈرامے

جن بے شمار شائقین فن اور ارباب ذوق نے آغا حشر کاشمیری کے چند آخری شاہکاروں کے نام سنے ہیں۔ یا کبھی ان کے اقتباس ریڈیو پاکستان کے ذریعہ سنے ہیں۔ ان کو یہ معلوم ہو کر مسرت ہو گی کہ ان سب غیر مطبوعہ ڈراموں کو مکمل طور پر کتابی صورت میں شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے۔ ان میں سے دو شہرۂ آفاق ڈرامے چھپ کر تیار ہیں۔ جنہیں حشر کے خاص عقیدت مند اور واقف کار فن جناب عشرت رحمانی نے مبسوط دیباچہ کے ساتھ مرتب کیا ہے۔

یہ ہیں :-

(۱) رستم و سہراب۔ (مکمل ڈراما) ۲/۸ عہ

(۲) ترکی حور۔ (″ ″) ۲/۸ عہ

*

ان کے علاوہ آغا حشر کے تمام ڈراموں کی ترتیب و اشاعت زیر تکمیل ہے۔

اردو مرکز۔ گنپت روڈ۔ لاہور

آغا حشر کے دوسرے مشہور شاہکار

جو زیر طبع ہیں

*

(۱) صید ہوس	قیمت	۸/عہ
(۲) پہلا پیار	"	۸/عہ
(۳) نیک پروین	"	۸/عہ
(۴) آنکھ کا نشہ	"	۸/عہ
(۵) بن دیوی	"	۸/عہ
(۶) شہید ناز	"	۸/عہ
(۷) دل کی پیاس	"	۸/عہ

اور ان کے علاوہ کئی غیر مطبوعہ ڈرامے

یہ سب کے سب حشر مرحوم کے اعلیٰ فن کی غیر فانی ولاثانی یادگاریں ہیں۔ جو اصلی حالت میں نایاب ہیں۔ ہر ڈراما اصل کے مطابق تصحیح کر کے مع ضروری دیباچہ شائع کیا جا رہا ہے۔

ناشران:- اردو مرکز۔ گنپت روڈ۔ لاہور

آغا حشر کاشمیری کے ڈرامے

ہم نے آغا حشر کاشمیری کے یہ تمام ڈرامے بڑے اہتمام سے شائع کئے ہیں. سفید کاغذ۔ دیدہ زیب کتابت اور حسین گردپوش نے ان کی خصوصیات میں اضافہ کیا ہے.

رستم وسہراب — یہودی کی لڑکی — خوبصورت بلا — اسیر حرص — صیدِ ہوس

سفید خون — پہلا پیار — ترکی حور — سِلور کنگ — خوابِ ہستی

ہر ایک ڈرامے کی قیمت صرف .... ایک روپیہ آٹھ آنے

☆ ☆ ☆ ☆

آغا حشر اور انکے ڈرامے

آغا حشر کی شہرت ان کی خوش نصیبی ہے. مگر اس سے زیادہ بدنصیبی اور کیا ہوگی کہ بازار میں ان کا کوئی ڈرامہ صحیح طور پر نہیں ملتا تھا. ہمیں فخر ہے کہ ہم نے "آغا حشر اور انکے ڈرامے" جیسی کتاب شائع ... کے فن کا ایک مکمل جائزہ پیش کیا ہے. اس کتاب میں سیّد وقارِ عظیم نے آغا حشر کے فن ... کو اُجاگر کیا ہے. تنقید کی دنیا میں وقار صاحب کا یہ ایک کارنامہ ہے. اس میں آغا حشر ... اَسیرِ حرص. خوبصورت بلا اور یہودی کی لڑکی بھی شامل ہیں.

عمدہ طباعت وکتابت، خوبصورت گردپوش. قیمت چار روپے آٹھ آ...

☆ ☆ ☆

اُردو اکیڈمی سِ...

مشن روڈ کراچی ۱

مطبوعہ نشاط پریس، آرام باغ روڈ، کراچی